مجلس [illegible] تربیتی مجلہ

انصار الدین

نومبر، دسمبر ۲۰۱۴ء　　نبوت، فتح ہجری شمسی ۱۳۹۳　　جلد ۱۱، شمارہ ۶



Cheque Presentation to the Mayor of Kendal



Cheque Presentation to the Mayor of Salford

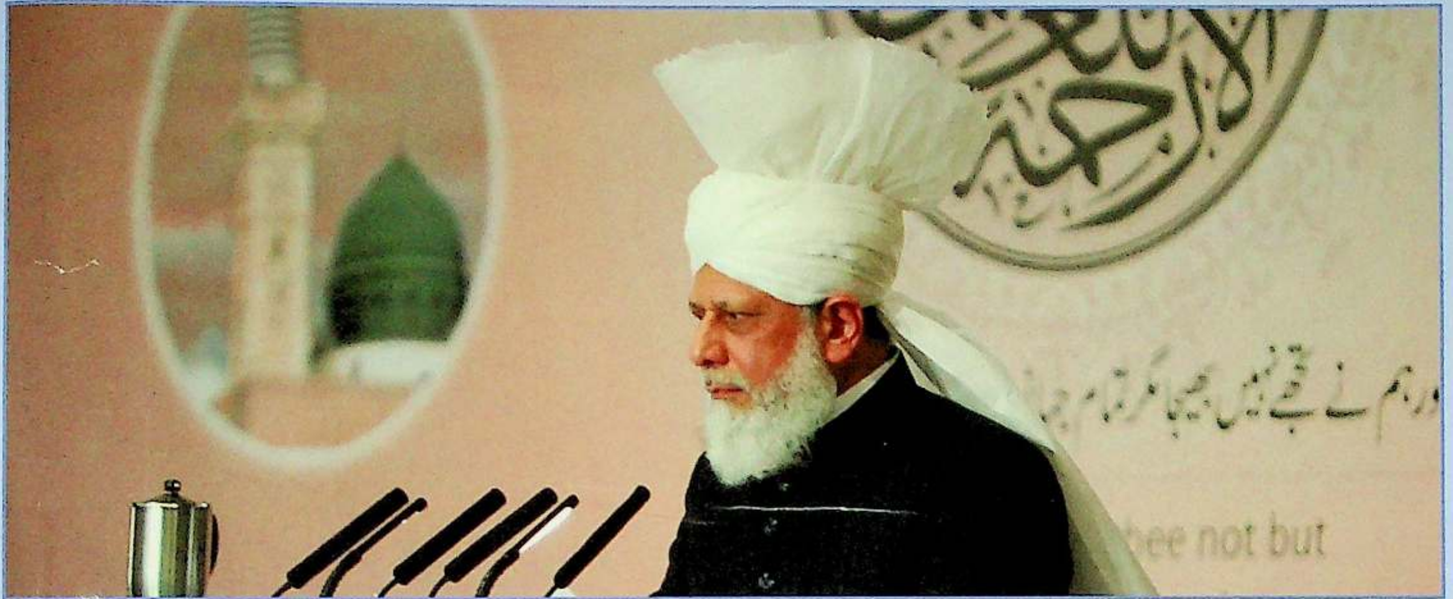


Cheque Presentation to the Mayor of Rugby

...مسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

جلسہ سالانہ [illegible] سے مسجد بیت الفتوح سے ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ [illegible]













بسمِ اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؑ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

انصارالدین

جلد 10 نمبر 6 نومبر و دسمبر 2014ء

فہرست مضامین

انصاراللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

صدر مجلس انصاراللہ
چودھری وسیم احمد

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر شمیم احمد

مدیر: محمود احمد ملک

نائبین: حبیب الرّحمٰن غوری، صفدر حسین عباسی

مینیجر: محمود علی مرزا
ترسیل: فیاض احمد ملہی (انچارج)
میاں اخلاق احمد، رانا ظہور احمد، سعادت جان

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ
کیا آپ حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات
اور احمدیوں کی حفاظت کے لئے
روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں
اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

"Ansaruddin" 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF e-mail address: ansaruddinuk@hotmail.com

درس القرآن

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾(التوبۃ:119)

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تمہاری زندگیوں کا یہی مقصد ہونا چاہئے کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ۔تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ جب تم ایک دوسرے سے نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کروگے تو نیکیوں کے اعلیٰ معیار بھی قائم کر رہے ہوگے۔ اور یہ تبھی ہوگا جب اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کروگے۔ احمدی بہت خوش قسمت ہیں جو اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے بنے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے اس حکم پر عمل کرنے والے بنے ہیں کہ جب میرے مہدی کا ظہور ہو تو اسے مان لینا خواہ تمہیں برف کی سلوں پر گھٹنوں کے بل چل کر بھی جانا پڑے جانا اور میرا اسلام کہنا۔ پس آپ کو اپنے احمدی ہونے پر فخر اور ناز ہونا چاہئے کہ آپ آنحضرت ﷺ کی ہر پیشگوئی اور آپؐ کے ہر حکم پر ایمان لانے والے ہیں۔ لیکن یہ ایمان کامل تبھی ہوگا جب آپ آنحضرت ﷺ کے اس عاشق صادق کی تعلیم پر عمل بھی کر رہے ہوں گے، ان نصائح پر عمل کر رہے ہوں گے جو آپ نے قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کو صحیح طور پر سمجھ کر ہمیں دیں۔

آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ قرآن وسنت کو سمجھنے والا کوئی نہیں۔ کیونکہ آپؑ کو آنحضرت ﷺ نے حَکم اور عدَل کہہ کر یہ بتادیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کو قرآن وسنت کا سب سے زیادہ فہم وادراک ہے۔ اس لئے کسی بھی مسئلے کی یہ شخص جو تشریح کرے گا، وضاحت کرے گا، وہی صحیح اور درست ہوگی۔ جس تعلیم کو یہ تم میں رائج کرے گا، یہی خدا کے ساتھ ملانے والی تعلیم ہے۔

مذکورہ آیت میں اللہ ہمیں نصیحت فرما رہا ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور آنحضرت ﷺ کے بعد اب آپ کا غلام صادق ہی سب سے بڑا صادق ہے۔ پس اب جب آپ نے اس صادق کے ساتھ تعلق جوڑا ہے تو اس تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کریں۔ اور آپؐ اپنی جماعت جیسی بنانا چاہتے تھے ویسی جماعت بننے کی کوشش کریں۔ دنیا کو بتادیں کہ تم ہمیں مسلمان سمجھو یا غیر مسلم اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم نے تو آنحضرت ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس صادق کو پالیا ہے اور اب اس کی جماعت میں شامل ہوگئے ہیں۔ اور اب ہم ہی ہیں جن سے اسلام کی آئندہ تاریخ بننی ہے (انشاء اللہ) اس لئے ہم اب تمام بنی نوع انسان کو کہتے ہیں کہ آؤ اور آنحضرت ﷺ کے سب سے بڑے عاشق صادق کی جماعت میں داخل ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوار لو۔ لیکن جب یہ دعویٰ کر کے آپ دنیا کو اپنی طرف بلائیں گے تو اپنے آپ پر بھی نظر ڈالنی ہوگی کہ ہم نے اپنے اندر کیا انقلاب پیدا کیا ہے۔ اس زمانے کے مسیح و مہدی اور سب سے بڑے صادق کو مان کر ہمارے اپنے نمونے کیا ہیں۔ ہمارے اپنے تقویٰ کے معیار کیا ہیں۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا تعلیم دی اور ہم سے آپؑ نے کیا کیا توقعات وابستہ کیں اور ہم اب کس حد تک اس پر عمل کر رہے ہیں۔

(حضور انور ایدہ اللہ کے ایک خطبہ جمعہ سے انتخاب)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اخلاق فاضلہ کے حصول کی دعا

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز میں یہ دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اے اللہ میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے کی توفیق چاہتا ہوں۔ مساکین کی محبت مجھے عطا کر۔ اور جب بعض لوگوں کو فتنہ پہنچانا مقصود ہو تو بغیر فتنہ میں ڈالے میری روح قبض کر لے۔

(جامع ترمذی کتاب التفسیر سورۃ ص۔حدیث نمبر 3157)

نیک اعمال جلد بجالاؤ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی سے نیک اعمال بجالاؤ۔ ان فتنوں کے آنے سے پہلے جو اندھیری رات کی طرح ہوں گے۔ صبح کو آدمی مومن اور شام کو کافر ہوگا۔ یا شام کو مومن اور صبح کافر ہو جائے گا اور اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الریح التی تکون فی قرب القیامۃ حدیث نمبر:168)

صلح

حضرت عمرو بن عوف مزنیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صلح مسلمانوں کے مابین جائز ہے۔ مگر ایسی صلح جائز نہیں جو حلال کو حرام کرے اور حرام کو حلال کرے۔

(جامع ترمذی کتاب الاحکام باب فی الصلح بین الناس حدیث نمبر 1272)

حسن نظر عطا ہونے کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یہ دعا سکھائی: اے اللہ جب تک تو مجھے زندہ رکھے ہمیشہ گناہ چھوڑنے کے لئے مجھ پر خاص رحمت فرما۔ اور میرے سے لایعنی باتوں کے بالارادہ سرزد ہونے کے بارہ میں مجھ پر رحم فرما۔ اور مجھے ایسا حُسنِ نظر عطا فرما جس سے تو مجھ سے راضی ہو جائے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الحفظ حدیث نمبر:8493)

مظلوم کی دادرسی کا اجر

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مظلوم کی دادرسی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے 73 بخششیں لکھ دیتا ہے جن میں سے ایک بخشش دنیا میں اس کے تمام امور کی اصلاح کی ضامن بن جاتی ہے اور باقی 72 قیامت کے دن اس کے درجات کی بلندی کا موجب بن جائیں گی۔

(مسند ابو یعلیٰ جلد 7صفحہ 255حدیث نمبر 4266)

کلام الامام علیہ السلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کرسکتا جب تک نبی کریم ﷺ کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بناوے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس بابت فرمایا ہے ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:32) یعنی محبوب الٰہی بننے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جاوے۔ سچی اتباع آپؐ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل لوگوں نے اتباع سے مراد صرف رفع یدین، آمین بالجہر اور رفع سبابہ ہی لے لیا ہے۔ باقی امور کو جو اخلاق فاضلہ آپؐ کے تھے، اُن کو چھوڑ دیا۔ یہ منافق کا کام ہے کہ آسان اور چھوٹے امور کو بجالاتا ہے اور مشکل کو چھوڑتا ہے۔ سچے مومن اور مخلص مسلمان کی ترقیوں اور ایمانی درجوں کا آخری نقطہ تو یہی ہے کہ وہ سچا متبع ہو اور آپؐ کے تمام اخلاق کو حاصل کرے۔ جو سچائی سے قبول نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔

کروڑوں مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور مسجدیں بھی بھری ہوئی نظر آتی ہیں مگر کوئی برکت اور ظہور ان مسجدوں کے بھرے ہوئے ہونے سے نظر نہیں آتا۔ اس لئے کہ یہ سب کچھ جو کیا جاتا ہے محض رسوم اور عادات کے طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ سچا اخلاص اور وفا جو ایمان کے حقیقی لوازم ہیں ان کے ساتھ پائے نہیں جاتے۔ سب عمل ریاکاری اور نفاق کے پردوں کے اندر مخفی ہو گئے ہیں۔ جوں جوں انسان ان کے حالات سے واقف ہوتا جاتا ہے اندر سے گند اور خبث نکلتا آتا ہے۔ مسجد سے نکل کر گھر کی تفتیش کرو تو یہ ننگِ اسلام نظر آئیں گے۔......لوگوں نے لذّتِ نفس اور لذّتِ روح میں فرق نہیں کیا اور دونوں کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے حالانکہ وہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ اگر لذّتِ نفس اور لذّتِ روح ایک ہی چیز ہے تو مَیں پوچھتا ہوں کہ ایک بدکار عورت کے گانے سے بدمعاشوں کو لذّت زیادہ آتی ہے۔ کیا وہ اس لذّتِ نفس کی وجہ سے عارف باللہ اور کامل انسان مانے جائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ جن لوگوں نے خلافِ شرع اور خلافِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم راہیں نکالی ہیں ان کو یہی دھوکہ لگا ہے کہ وہ نفس اور رُوح کی لذّت میں کوئی فرق نہیں کر سکتے ورنہ وہ ان بیہودگیوں میں رُوح کی لذّت اور اطمینان نہ پاتے۔ ان میں نفسِ مطمئنہ نہیں ہے جو بُلّھے شاہ کی کافیوں میں لذّت کے جویاں ہیں۔ رُوح کی لذّت قرآن شریف سے آتی ہے"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 62-63 جدید ایڈیشن)

فرمودات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"تائید و نصرت اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی بھی کرتا ہے اور اُن کے بعد اُن کی قائم کردہ جماعتوں سے بھی یہ سلوک کرتا ہے تا کہ ایسے تائیدی نشان دکھا کر مومنین کے ایمانوں کو مضبوط کرتا رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق مرزا غلام احمد قادیانی مسیح الزمان اور مہدی دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی آسمانی تائیدات اور دشمنان احمدیت کے آپؑ پر کئے گئے حملوں سے محفوظ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے غیر معمولی نشانات کے چند نمونے یہاں پیش کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ مدد اور نصرت اپنے پیاروں کے لئے ان کے اس دنیا سے اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے جانے سے ختم نہیں ہو جایا کرتی بلکہ ان کی جماعتوں سے بھی اللہ تعالیٰ یہ سلوک رکھتا ہے۔ بلکہ جہاں جماعت کے ساتھ بحیثیت جماعت اس نصرت کے نظارے نظر آتے ہیں وہاں انفرادی طور پر بھی اس تعلیم پر عمل کرنے والوں کے ساتھ اس قسم کے سلوک کے نمونے جاری رہتے ہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند کی جماعت کے ساتھ، جماعتی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے نشانات دکھائے جو افراد جماعت کے ازدیاد ایمان کا باعث بنے۔ جماعتی طور پر تو ہم دیکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد مخالفین کو یہ خیال ہو گیا کہ اب یہ جماعت گئی کہ گئی لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ: "سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے"۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

ہم نے دیکھا کہ یہ بات کس طرح سچ ثابت ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی ردا پہنا کر مخالفین کی خوشیوں کو پامال کر دیا اور مومنین پھر ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو گئے۔ پھر خلافت ثانیہ کے وقت میں ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی کس طرح مدد و نصرت فرمائی۔ اندرونی اور بیرونی مخالفین کی کوششوں اور خواہشوں کو پامال کر کے احمدیت کی کشتی کو اس بالکل نوجوان لیکن اولوالعزم پسرِ موعود کی قیادت میں آگے بڑھاتا چلا گیا اور جماعت کو ترقیات پر ترقیات دیتا چلا گیا۔ اور دنیا کے بہت سے ممالک میں اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت کی وجہ سے احمدیت کا جھنڈا خلافت ثانیہ میں لہرایا گیا"۔

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 14 جولائی 2006ء)

میری ذاتی زندگی میں احمدیت کی برکات کی بارش

(مکرم چوہدری اللہ دتہ پنوں صاحب کے خودنوشت حالات زندگی)

خاکسار موضع باسو پنوں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا ہے ایک دن ہمارے ٹیوب ویل کے انجن میں خرابی ہوگئی تو مستری نے ایک پرزہ لانے کا کہا تو والد صاحب نے مجھے گوجرانوالہ شہر بھیجا تو میں نے چوک گھنٹہ گھر میں لوگوں کا بہت بڑا ہجوم دیکھا جو ایک آتش زدہ مکان کو گھیرے کھڑے تھے، خاکسار نے بڑی سادگی سے ایک آدمی سے پوچھا کہ اس آگ کو بجھانے کی کیوں کوشش نہیں کرتے؟ اس نے کہا پہلوان جی! اے بجھان لئی لائی اے؟ خاکسار نے تفصیل پوچھی تو اس نے کہا کہ یہ مرزائی ہیں۔ سن 1974ء میں یہ ظالمانہ واقعہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا، سوچا کہ لاؤڈ سپیکروں میں تو مولوی شور مچاتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ سب انسانوں بلکہ جانوروں پر بھی رحم فرماتے تھے، کبھی نہیں سنا کہ صحابہ کو حکم دیا ہو کہ فلاں یہودی کا گھر جلا دو۔ الغرض سوالات کے ہجوم میں بھاری دل لیکر اپنا مفوضہ کام مکمل کر کے واپس اپنے گاؤں پہنچا۔ ایک یا دو دن بعد اپنے گاؤں کے مولوی صاحب سے ملاقات میں واقعہ گوجرانوالہ بیان کیا تو جواب ملا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ یہ لوگ تو مرتد ہو چکے ہیں، مزید بتایا کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو چھوڑ کر نیا نبی بنالیا ہے، کلمہ بھی اسی نئے نبی یعنی قادیانی کا پڑھتے ہیں اور ان کو مکمل طور پر تباہ برباد کرنا، مال و جان سے محروم کرنا بہت بڑا جہاد ہے یہ انگریز نے ہم مسلمانوں میں بہت بڑا فتنہ چھوڑا ہے ہم سب نے مل کر اس فتنے کا قلع قمع کرنا ہے جو اس کو ختم کرنے میں حصہ لے گا وہ جنت میں جائے گا۔ خاکسار بھی باپ دادا سے اہل سنت والجماعت کا ممبر تھا مولوی بھی اہل سنت تھا۔ مولوی کی یہ ساری باتیں سن کر واپس آیا اور اہلحدیث مولوی احمد حسن نامی سے راہنمائی حاصل کرنے گیا ملاقات ہوئی تو اس نے تو پہلے مولوی سے بڑھ کر ظالمانہ جواب دیا یوں میرا دل دکھ سے اور بھی بھر گیا۔ خاکسار کی عمر اس وقت 26 سال تھی زمیندار گھرانہ سے تعلق تھا دینی علم محدود تھا نماز جمعہ ہی شاذ کے طور پر ادا کرتا۔ درسی تعلیم پرائمری تک تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ واقعہ گوجرانوالہ دل سے نکلتا نہ تھا۔ کچھ دنوں کے بعد قلعہ کالروالہ گیا اور ایک احمدی سے ملا اور الزامات کی حقیقت پوچھی انہوں نے بتایا کہ مولوی لوگ ہم احمدیوں کے متعلق محض جھوٹ پھیلاتے ہیں، ہم رسول کریم ﷺ کی آنے والے کے متعلق پیش گوئیوں کو من وعن مانتے ہیں۔ مزید یہ فرق ہے کہ غیر ابھی منتظر ہیں اور ہم اسی موعود کو مان چکے ہیں۔ اس احمدی بھائی نے مجھے قرآن کریم سے وفات مسیح اور ختم نبوت کے متعلق کچھ حوالہ جات بھی دیئے جو قبول احمدیت کے لئے ممد ثابت ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد ایک احمدی بھائی محمد نواز صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک بیعت فارم ہے جس پر دستخط کر دیں تو احمدیت میں شمولیت ہوتی ہے۔ تب خاکسار کی اہلیہ صفیہ بیگم صاحبہ نے بھی امام مہدیؑ کی بیعت کرلی یوں ہم میاں بیوی بہت خوش کہ ہم ظالموں سے نکل کر مظلوموں میں شامل ہو گئے ہیں۔ سن 1974ء سے 1989ء تک اسی خوشی میں رہے کہ ہم احمدی ہیں نہ چندہ دینے کا پتہ اور نہ ملکی الیکشن میں شمولیت کا علم، نہ پتہ کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی نہ بد رسوم وغیرہ سے بچنے کا پتہ، اتنا صرف علم تھا کہ ہم نے امام مہدیؑ کو مان لیا ہے۔ عام لوگوں کو اور مولویوں کو بھی یہ بات بار بار بتائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے احمدیت قبول کی ہے اور آپ کے ظلم و ستم دیکھنے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے لیکن وہ غور ہی نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، 1989 میں ان بچوں کی تعلیم کے لئے عارضی طور پر گوجرانوالہ شہر میں کرایہ پر مکان لے کر رہائش پذیر ہوا تو بھگوان پورہ کی احمدیہ مسجد میں جمعہ کے لئے گیا تو جماعتی روایات، قواعد وضوابط، چندہ جات، مرکز کی اہمیت، خلافت احمدیہ کا علم ہوا۔ پھر "احمدیہ پاکٹ بک" کے مطالعہ سے مخالفین سے دلائل کے ساتھ بات کرنے کی جرأت پیدا ہوئی۔ غالباً 1990ء کے شروع میں خاکسار نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عام تبلیغ کرنا شروع کی۔ لوگ چونکہ کم علمی کی وجہ سے خود اعتمادی نہیں رکھتے تھے اس لئے بعض نے تو کہنا کہ مولوی صاحب سے آپ کی بات کرواتے ہیں پھر پتہ چلے گا کہ کون سچا ہے۔ تو اس طرح کئی دفعہ موقعہ ملا کہ سنیوں اور اہل حدیث مولویوں سے دو دو تین تین گھنٹے بات ہوتی رہی۔ عرصہ تین سال میں سعید فطرت عوام کے دل بدلنے لگے پھر یہ بھی خدا تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ اس عرصہ میں مولوی اخلاق کے دائرہ میں رہے اور عزت بھی کرتے رہے۔ 1993ء میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی سے چھ لوگ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے تو خاکسار نے قلعہ کالروالہ جماعت میں مربی سلسلہ مکرم احمد محمود صاحب کو بیعت فارم دیئے تو انہوں نے پوچھا کہ آپ نے کب بیعت کی تھی؟ تو عرض کیا کہ 1974ء میں۔ لیکن مربی صاحب نے مرکز جا کر ریکارڈ دیکھا تو وہاں ہمارا کوئی ریکارڈ نہ تھا۔ لہٰذا ہم دونوں میاں بیوی نے دوبارہ سے بیعت فارم بھرے۔ ادھر چھ نومبائعین کا سن کر گاؤں کے مولویوں نے شدید مخالفت شروع کر دی۔ ایک نومبائع محمد بشیر پنوں کی اہلیہ مولوی کی مخالفت کی تاب نہ لاسکی اور بچے چھوڑ کر میکے چلی گئی۔ خاکسار نے محمد بشیر کو صبر کی تلقین کی اور معہ بچے ان کے کھانے پینے کا بندوبست اپنے گھر سے کروادیا اللہ تعالیٰ نے خاص مدد فرمائی تقریباً ایک ماہ نہیں گزرا تھا کہ ان کی بیوی واپس آ گئی۔ محمد بشیر کا بڑا بھائی مولویوں سے مل کر مخالفت کرتا تھا وہ اپنی سب سے بڑی بہن جو کہ ان کے خاندان میں زیادہ بااثر تھی، کو لے کر محمد بشیر کے گھر آیا تا کہ وہ محمد بشیر کو واپس اپنے مذہب میں لائے، ان کے پردادا نے سکھ مت سے اسلام قبول کیا تھا۔ جب وہ بہن محمد بشیر صاحب کو نصیحت کرنے لگی کہ آپ کافر ہو گئے ہو یہ بہت بڑا گناہ ہے اس کو چھوڑ دو پھر پنجابی میں کہا "وے بشیر وے توں اپنے باپ ول نہ ویکھیا وے توں اپنے دادے ول نہ ویکھیا" یہ کہہ کر خاموش ہوگئی۔ تو بشیر صاحب کہنے لگے بہن رک کیوں گئی ہو پڑدادا کا بھی تو نام لو کہ انہوں نے اپنا مذہب کیوں بدل کر اسلام قبول کیا۔ کیا پہلے والا بہتر

نہیں تھا۔ لہٰذا اس وقت پر دادا نے قربانی دی تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی ہے آپ جو چاہے کر دیں میں نے امامِ وقت کو ماناہے اب انکار نہیں کر سکتا۔

خاکسار کی ایک بڑی ہمشیرہ عزیزہ بیگم صاحبہ کے میاں فوت ہو گئے ان کی نماز جنازہ کے موقع پر مخالفین کی طرف سے ایک شرارت کی صورت پیدا ہوئی لیکن عرصہ چھ ماہ بعد ہی میرا بھانجا مکرم منور احمد صاحب اور ان کی اہلیہ نسیم بیگم صاحبہ اور آپا عزیزہ بیگم صاحبہ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے۔ اس وقت منور احمد گوجرانوالہ میں رہائش پذیر ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ اور گوجرانوالہ شہر کے وقف جدید کے سیکرٹری ہیں۔

احمدیہ پاکٹ بک جو خاکسار کے پاس تھی اس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی برکت رکھ دی تھی کہ جب بھی اور جدھر بھی اس کو لے کر نکلتا تھا ایسا لگتا تھا کہ ہر تیر نشانے پر لگتا ہے وہ دن ایسے تھے کہ ہر وقت ایک نشہ سا رہتا تھا جس میں بہت لذت تھی دنیا کے کام میں جی نہیں لگتا تھا ہر گھڑی دماغ میں یہ ہی خیال اور سوچ تھی کہ کل اس طرف گیا تھا فلاں فلاں سے بات ہوئی آج اس طرف جانا چاہیئے کسی کو کوئی رپورٹ بھی نہیں دینی ہوتی تھی اور نہ ہی کوئی رپورٹ لینے والا تھا کیوں کہ ہماری ابھی جماعت نہیں بنی تھی یہ سلسلہ 1998ء تک جاری رہا۔

مکرم نصیر احمد صاحب ابن مکرم عنایت اللہ صاحب سکول ٹیچر ایک دفعہ مجھے کہنے لگے کہ آپ مولوی صاحب سے احمدیت پر بات کر سکتے ہو تو اس سے ہمیں اور کچھ اور لوگوں کو بھی فائدہ ہو گا خاکسار نے کہا کہ ماسٹر صاحب آپ جانتے ہی ہیں کہ آج کل مولویوں کا فتنہ بہت بھاری ہے ان کو آپ کنٹرول کر سکو گے؟ یہ سن کر میرے سامنے تو مان گئے کہ ٹھیک ہے لیکن اپنے دل سے ارادہ پکا کر لیا کہ ضرور مولوی سے بات ہو کر رہے گی اور موقع کی تلاش میں رہے۔ خاکسار کا اکثر آنا جانا رہتا تھا ایک دن صبح ان کے ڈیرے پر پہنچا تو ماسٹر صاحب سے ملا ان کی ڈیوٹی پرائمری سکول میں تھی سکول سے ملحقہ فرقہ اہلحدیث کا مدرسہ بھی تھا ماسٹر صاحب خود بھی اہلحدیث تھے جب سکول پہنچا تو خاکسار کو صحن میں کرسی پر بٹھا کر خود اندر کمروں میں چلے گئے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیسے جلدی جلدی سب کچھ ہوا ابھی دس پندرہ منٹ گزرے ہوں گے کہ کچھ لوگ تو چار پائیاں اٹھائے آرہے تھے اور مولوی صاحب بغل میں ایک بڑی ساری تفسیرِ قرآن اٹھائے خاکسار کے پاس آکھڑے ہو گئے سکول کے سارے ماسٹر صاحبان ملا کر دس پندرہ لوگ جمع ہو گئے اب کوئی چارہ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے پیاروں کی دعاؤں سے شامل حال ہوئی۔ خاکسار نے مولوی سے کہا کہ آپ عالم ہیں میں تو ایک زراعت پیشہ آدمی ہوں اتنا پڑھا لکھا بھی نہیں ہوں یہ ہے کہ احمدی ضرور ہوں امام مہدی کے ماننے والا ہوں۔ آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ بمعہ جسم مانتے ہیں ذرہ ہمیں قرآن کریم سے سمجھا دیں اور وہ آیت ہم سب لوگوں کو دیکھا بھی دیں تو مولوی نے فوراً ماقتلوہ والی آیت نکالی پڑھی اور دکھائی خاکسار نے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ خود پڑھو اور مولوی صاحب سے بھی پوچھو کہ کہاں ہے عربی کا وہ لفظ جس سے زندہ اور جسم اور آسمان کا ترجمہ لیا گیا ہے پھر خاکسار نے مولوی صاحب سے کنفرم کیا کہ کوئی اور نبی بھی بمعہ جسم آسمان پر زندہ گیا ہے تو مولوی نے کہا کہ نہیں صرف عیسیٰؑ ہی گئے ہیں تو خاکسار نے مولوی سے سورۃ مریم کی آیت جس میں حضرت ادریسؑ کے متعلق رفع کا لفظ آیا ہے پڑھنے کو کہا اور سب لوگوں کو دکھائی۔ سب نے اس کو پڑھا پھر خاکسار نے بمعہ مولوی سب لوگوں سے سوال کیا کہ اگر ایک لفظ مذکورہ بالا سے ایک نبی بمعہ جسم زندہ جا سکتا ہے تو دوسرا کیوں نہیں جا سکتا۔ لوگوں نے مولوی سے بار بار جواب طلب کیا مولوی پتھر کا سا بت بن کر رہ گیا نظریں جھکی ہوئی تھیں اور مردہ کی طرح حالت تھی خاکسار کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گا رہا تھا۔ تب ایک مقامی ماسٹر خالق احمد چار پائی پر کھڑے ہوئے اور دونوں باز و اوپر کو کھڑے کر کے پنجابی میں کہنے لگے "اولوکو! ہن تے ساڈی ہڈ دھرمی اے جے نہ منیئے تے" (اے لوگو! اب بھی اگر ہم نہ مانیں تو ہماری ہٹ دھرمی ہے)۔

پھر اس کے بعد مدرسہ کے انچارج مولوی عبدالقیوم صاحب جو کہ اس وقت وہاں موقع پر موجود نہ تھے ان کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو وہ ماسٹر نصیر احمد صاحب کے ڈیرہ پر پہنچ کر واویلا کرنے لگے کہ ہماری بڑی بے عزتی ہوئی ہے میں نے سات سال جامعہ پاس کیا ہوا ہے عرصہ بیس سال سے مدرسہ چلا رہا ہوں آج تک کوئی ہمارے سامنے ٹھہر نہیں سکا لیکن اب ہم کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے اس لئے ایک دفعہ پھر ہمارے درمیان بات کروا دو۔ تو ماسٹر صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں جب بھی موقع ملا ضرور کرواؤں گا۔ لیکن جب ایک دن اسے کہا گیا کہ فوراً آجاؤ، وہ احمدی موجود ہے تو وہ مولوی کہنے لگا کہ ان کو جانے نہ دیں میں موضع مور یکے ججہ سے مولوی اکرم ججہ صاحب کو بھی لے آؤں کیونکہ مرزائیوں کے پاس بہت علم ہوتا ہے۔ الغرض موقع ملنے پر سچائی کا خوف نہ گیا۔

1998ء میں مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب امیر ضلع سیالکوٹ دورہ پر تشریف لائے تو مقامی جماعت کا قیام عمل میں آیا اور خاکسار اس چھوٹی سی جماعت کا صدر منتخب ہوا۔ خاکسار کے گھر کا صحن کافی بڑا ہے اسی سال ایک چھوٹی سی مسجد گھر کے صحن میں بنانے کی توفیق ملی، جماعت قائم ہونے سے کوئی چھ سات ماہ پہلے خاکسار کو خواب میں ایک واضح آواز سنائی دی جو کہ پنجابی کے الفاظ تھے پنج ست سورتاں یاد کر لے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے قرآن کریم کی چھوٹی چھوٹی دس سورتیں زبانی یاد کیں جماعت کے قیام کے بعد پھر باجماعت نماز کے لئے خاکسار کو امام کی جگہ کھڑا ہو کر سورتیں پڑھنے پر بلند شان والے قادرِ مطلق اور اس کے فرستادہ پر دل ایمان سے مضبوط اور تقویت پکڑتا گیا۔ اس عرصہ میں خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم شوکت علی پنوں بمعہ اہلیہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو چکے تھے جو خاکسار کے بعد 2003ء سے جماعت کے پریذیڈنٹ منتخب ہوتے آرہے ہیں۔

ادھر مخالف بھی اپنا دائرہ وسیع کرتے ہوئے دور دراز تک اپنے جوہر دکھانے لگے ہمارے گاؤں کے اردگرد کے 9 گاؤں کی پکی ڈیوٹی تھی کہ وہ باقی ٹائم کے علاوہ صبح کا درس فل آواز سپیکر کھول کر جماعت کے خلاف زہر اگلتے تھے اس کے علاوہ نت نئے ہتھکنڈے استعمال کرنے کی کوشش جاری رہتی تھی۔ اسی دوران گاؤں کے دونوں مولویوں اور شریر لوگوں نے مل کر ہمارا بائیکاٹ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ قبرستان میں اکھٹے ہونے کے لئے اتوار کا دن مقرر ہوا لیکن اللہ کی خاص قدرت سے وہ بائیکاٹ ان پر پلٹ گیا۔

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملہ میں مغلوب و خوار

اسی طرح ایک اور بہت بڑے ابتلا سے بھی خدا تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں رکھا۔ ایک اشتہاری ڈاکو، کرائے کا قاتل، اغواء برائے تاوان کا عادی بلا بٹ اپنے سولہ سترہ ساتھیوں سمیت، جدید اسلحہ سے لیس گھوڑوں پر سوار ہماری زمینوں کے ساتھ والے ڈیرے پر آ کر رہنے لگا۔ تین ٹائم کھانے کے لئے جس کو آرڈر کرتے وہ ان کو مہیا کرتا تھا، مارچ کا مہینہ تھا جس کی گندم میں چاہتے گھوڑے چراتے کسی کی مجال تھی کہ اف بھی کر دے یہ حالات دیکھ کر خاکسار کو بہت فکر ہوئی زیادہ فکر اس لئے تھی کہ ہمارا جو سب سے بڑا مخالف مولوی تھا اس کا بیٹا بلے بٹ کا بڑا گہرا دوست تھا جب رات ہوتی تھی تو روزانہ ان کے پاس آ کر کسی خفیہ جگہ پر گزارتا تھا ایسے حالات میں ہم گھر بیٹھے تھے تو حضرت مسیح موعودؑ کے قادر خدا نے خود حفاظت کے سامان پیدا فرمائے جب کہ لوگوں کی فصلیں تباہ ہوئیں بہت سارے لوگوں سے کئی دن تک حکماً روٹیاں منگوائیں، بے عزت کرتے رہے، کئی لوگوں کو مارا پیٹا بھی، جبراً رقمیں وصول کیں، میرے ایک بااثر مقامی دوست نے بتایا کہ آپ کے مخالفوں نے کوشش بہت کی تھی لیکن بلا بٹ ان کو ٹال مٹول کر دیا کرتا تھا۔

ایک ہماری برادری کے مولوی محمد الیاس پنوں صاحب بھی مخالفت میں پیش پیش تھے ایک دفعہ ان مخالفین نے توہین رسالت کا مقدمہ بنانے کا منصوبہ بنایا جس کا مدعی الیاس صاحب کو مقرر کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص حفاظت سے ان دشمنوں کا یہ وار بھی خالی گیا۔ اور حقیقی عاشقان مصطفیٰ محفوظ رہے۔ حالانکہ ان مولویوں کی کوشش اور منصوبہ اتنا کاری تھا کہ ہم اپنی تمام تر کوشش کر کے بھی اس سے نہیں بچ سکتے تھے۔ صرف اور صرف خدا نے بچایا۔

ایک واقعہ اس طرح پیش آیا کہ یو کے کا سالانہ جلسہ 2001ء جرمنی میں ہوا تھا تو حضور خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اختتامی خطاب پر میں نے چالیس سے زیادہ غیر احمدی مہمانوں کو دعوت دی اور ان کے لئے دیگوں میں پلاؤ اور زردہ وغیرہ تیار کروایا۔ حضور انور کا روح پرور خطاب مجلس خدام الاحمدیہ کے مثالی تعاون سے نہایت حسن انتظام سے ٹیلی ویژن پر کثیر مرد و زن نے سنا۔ لوگوں کے بیٹھنے، حضور رحمہ اللہ کے خطاب کی اونچی آواز اور موقع کی مناسبت سے روشنی کا معقول انتظام میرے بڑے بیٹے محمد عاصم شہزاد کی غیر معمولی کوششوں سے مکمل ہوا۔ کرسیاں بھر جانے پر کچھ لوگوں کو خطاب کھڑے ہو کر سننا پڑا۔ اسی طرح گھر کی چھت پر بھی ایک ٹی وی رکھا ہوا تھا جو کہ لجنہ کے لئے مخصوص تھا اسی طرح بن بلائے بھی کافی عورتیں ہمسائیوں کی چھتوں پر بیٹھ کر حضور کا خطاب سنتی تھیں، الحمدللہ جلسے کا خوب لطف اٹھایا لیکن سویرے علی الاعلان مخالفت شروع ہوگئی، سپیکروں کی زوردار گونج تھی کہ جو عورتیں ہمارے گھر پر بھی نہیں آئی تھیں ان کے بھی اور جو عورتیں اور مرد ہمارے گھر آئے تھے ان کے بھی سب کے نکاح ٹوٹ گئے کھانا بھی جن لوگوں نے کھایا وہ حرام تھا۔ یہ شرارت کا سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ مخالفین کا ٹولہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ ڈی ایس پی پسرور تک معاملہ پہنچا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے شیطانوں کو ناکام و نامراد کیا۔

ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

اسی طرح ایک دفعہ چاچا جی عنایت اللہ صاحب جو کہ احمدی ہو چکے تھے ان کے کچھ دوست تھے جو کہ موضع کھیوہ باجوہ کے رہنے والے تھے اور عنایت اللہ صاحب اور ان کے بیٹوں کو ملنے ان کے گاؤں رتہ جھٹول اکثر ان کا آنا جانا رہتا تھا۔ خاکسار بھی اکثر وہاں جایا کرتا تھا تو اس طرح ان کے ساتھ بھی احمدیت پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ایک دن بات چیت جاری تھی تو وہ کہنے لگے کہ ہمارے ایک مولوی صاحب ہیں جو کہ بڑے نیک اور حیادار ہیں وہ باقی علماء کی طرح فساد نہیں کرتے علم بھی کافی رکھتے ہیں فاضل کا امتحان پاس کیا ہوا ہے۔ تو ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ شام کا کھانا بھی ہمارے پاس کھائیں رات کو اپنے گھر مولوی صاحب کو بلائیں گے اور بڑے آرام سے گفتگو ہوگی یہ بات سن کر مکرم عنایت اللہ صاحب اور ان کے صاحبزادوں نے بھی زور دیا کہ جانا چاہیئے لہذا اتوار کا دن طے پایا کہ ہم انشاء اللہ حاضر ہونگے۔ مقررہ دن شام کے قریب ہم لوگ موضع کھیوہ باجوہ میں محبوب احمد صاحب کے گھر پہنچ گئے موضع کھیوہ باجوہ میں ہمارے ایک ماسٹر ارشد صاحب رہتے ہیں جو کہ بڑے مخلص احمدی داعی الی اللہ اور جماعتی ورکر ہیں ان کو بھی کہیں سے پتہ چلا تو وہ بھی آ گئے خیر کھانے سے فارغ ہو کر سب دوست چارپائیوں پر بیٹھ گئے تو مولوی صاحب بھی تشریف لائے مولوی صاحب کا نام محمد بوٹا صاحب تھا اور ان سے گفتگو شروع ہوئی وفات مسیح پر کبھی خاتم پر جب مولوی صاحب کو کسی ایک لائن پر لانے کی کوشش کرتے تو فوراً لائن تبدیل کر جاتے اس کے پیچھے چلنے کی طرف رخ کرتے تو وہ تیسری طرف اختیار کر لیتے مختصر یہ کہ اسی حالت میں رات کا تیسرا پہر شروع ہونے والا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قریب آ کر ہماری مدد فرمائی اس طرح کہ مولوی صاحب کہنے لگے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب امام مہدی آئے گا تو سب سے پہلے چالیس ابدال اس کی بیعت کریں گے مزید کہنے لگے کہ چلو اس بات پر فیصلہ کر لیتے ہیں کہ وہ ابدال جنہوں نے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہو ہمیں ابدال دکھا دو تو ہم بھی آپ کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے خاکسار نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے عرض کیا جو کچھ مولوی صاحب نے فرمایا ہے آپ نے ٹھیک طرح سمجھا ہے تو انہوں نے کہا ہاں تو خاکسار نے عرض کیا کہ پھر گواہ رہنا پھر مولوی صاحب کو مخاطب کیا اور پوچھا کہ آپ عالم ہیں ہمیں ابدال کے معنی بتا دو کیا ہوتے ہیں تو مولوی صاحب خاموش رہے پھر دوبارہ عرض کیا کہ خاموش کیوں ہیں تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اصل میں ابدال کے معنی کیا ہیں میں صاف گوئی سے بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے اگر کوئی غلط جواب دوں تو مناسب نہ ہوگا مولوی صاحب کی اس بات پر ہمیں خوشی ہوئی کہ اس زمانہ کے مولویوں سے تو ان میں ایک اچھی بات نظر آئی ہے اس کے بعد خاکسار نے عرض کیا کہ ابدال کے معنی ہم آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں امید ہے آپ بھی شاید اتفاق کریں گے کہنے لگے بتائیے تو خاکسار نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ ضرورتِ زمانہ کے مطابق لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے ہادی یا مہدی دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو اس اول وقت میں جو لوگ ایمان لا کر اپنے آپ میں مکمل تبدیلی کر لیتے ہیں انہیں ابدال کہتے ہیں جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے زمانہ اول میں سینکڑوں ہزاروں ابدال بنائے تھے اور ابھی بھی یہ سلسلہ جاری ہے یہاں تک کہ اس کی امت میں مہدیؑ بھی آئے اور جب امام مہدیؑ کو بیعت لینے کا اذن ہوا تو سب سے پہلے مہدی کے ابدال اعظم نے بیعت کی اور اسی دن اسی وقت باقی انتالیس ابدال نے

بیعت کی آپ نے جو جو بات بیان کی ہے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی پوری فرمائی ہے ہم اس کے لئے جو بھی ثبوت آپ چاہیں آپ کو مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اب تو آپ کا یہی حق بنتا ہے کہ اپنے ساتھیوں سمیت امام مہدیؑ پر ایمان لا کر اپنے مولا کریم کے آگے سرخرو ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ساری چالاکیاں جو مولوی صاحب نے ابتداء میں ماری تھیں سب جاتی رہیں۔ پھر گردن جھکا کر تھوڑی دیر بعد اجازت چاہی اور چلے گئے۔

نور دکھلا کے تیر اسب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

خاکسار اپنے گاؤں باسو پنوں سے مارچ 2003ء میں امیر صاحب حلقہ چوہدری ناصر احمد باجوہ صاحب مرحوم کے مشورہ پر ربوہ شفٹ ہوا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کو 1990ء تا مارچ 2003ء تقریباً عرصہ 13 سال مسلسل دعوت الی اللہ کی توفیق ملی خاکسار پہلے بیان کر چکا ہے کہ سکول میں پرائمری پاس کی ہے اور ناظرہ سادہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہوں وہ بھی تلفظ کے بغیر، عبادت گزار بھی نہیں ہوں زندگی گناہوں سے بھری پڑی ہے لیکن موضع باسو پنوں ضلع سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعودؑ کی نصرت کا تہیہ کرنے والے خدا نے 1998ء میں ایک نئی جماعت قائم فرمائی ہے جماعت باسو پنوں سے جو لوگ ہجرت کر چکے ہیں ان کی تعداد 30 ہے اور خدا کے فضل سے جو وہاں موجود ہیں تجنید کے حساب سے ان کی تعداد 35 ہے تو اس طرح سب کو ملا کر 65 تعداد بنتی ہے۔ اس پر غور کیا جائے تو انسانی عقل کے خلاف ہے کہ ایک ان پڑھ بندہ یہ سب کیسے کر سکتا ہے لیکن صرف ایک طرح ممکن ہے کہ وہ سچے وعدوں والا خدا کہ ہدایت جس کے قبضے میں ہے اور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے ہتھیاروں سے جس نے UK کے جلسہ کے اختتامی خطاب میں فرمایا تھا کہ خدا سے ایک کروڑ کی خواہش ہوا کرتی تھی تو اس نے آٹھ کروڑ دے دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اور اس کے خلفاء کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے معجزات جو دن رات دکھا رہا ہے اسی سے رضائے باری تعالیٰ کا فتح المبین کا سلسلہ مسیح محمدی علیہ السلام کی طرف نظر آتا ہے۔

تیرا یہ سب کرم ہے تو رحمتِ اتم ہے
کیوں کر ہو حمد تیری کب طاقتِ قلم ہے

ہماری ہجرت کے وقت حالات کچھ اس طرح تھے کہ موضع گھٹیالیاں میں صبح فجر کی نماز پر مسجد میں ہمارے پانچ افراد شہید کئے گئے کچھ شدید زخمی بھی ہوئے تھے تو اس کے کچھ عرصہ بعد ہی موضع داتہ زید کا کا ایک مشہور شیطان اپنے کچھ ساتھیوں سمیت ہمارے گاؤں کے مولویوں اور سب شیطانوں سے مل کر مختلف طریقوں سے لوگوں کو اکساتے تھے اور طرح طرح کی شکلیں نت نئے طریقے کبھی سورج نکلنے سے پہلے تین چار کا ٹولہ شکل سے مولوی کندھوں پر رائفلیں ٹانگیں کیچڑ سے بھری ہوئیں مخالفین کے ڈیروں پر آتے دیکھا پھر دھمکیاں بھی ملنی شروع ہوئیں مختلف لوگوں سے پیغام بھی ملے تو ہمارے امیر حلقہ چوہدری ناصر احمد باجوہ صاحب بڑے نیک دانا اور دانشور تھے اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان کو خاکسار سے بھی زیادہ معلوم تھا جو حالات بر موقع تھے تو انہوں نے خاکسار کو ہمدردانہ انداز میں مشورہ دیا کہ چھ ماہ کے لئے یہاں سے چلے جاؤ تو خاکسار نے عرض کیا کہ اکیلا تو نہیں جا سکتا بچے بھی لے جاؤں گا لیکن ٹائم ایک ماہ تو ہونا چاہئے۔ اس پر رضامند ہوئے۔ خاکسار کے پاس جانے کے لئے اور جا کر رہنے کے لئے خرچ نہیں تھا تو ایک غیر از جماعت کو کہا کہ میں نے کچھ زرعی زمین فروخت کرنی ہے آپ لے لو تو وہ رضامند ہو گیا 99 کنال زمین مبلغ اٹھائیس لاکھ کی فروخت کی ربوہ میں ایک رہائشی مکان خریدا اور بڑا بیٹا محمد عاصم شہزاد بذریعہ ایجنٹ یو کے پہنچ گیا۔ خاکسار بمعہ فیملی ربوہ جا کر رہائش پذیر ہو گیا چھوٹے بھائی مکرم شوکت علی پنوں صاحب کو قائم مقام صدر بنایا اور سب جماعت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد چھوڑ آئے۔ اس مالکِ حقیقی کے فضلوں کا شمار کرنا تو بس کی بات نہ ہے۔

جماعت باسو پنوں میں دس افراد جو کہ ادھر موجود ہیں انہیں وصیت کی بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی توفیق ملی ہے بلکہ کچھ تو حصہ جائیداد کی ادائیگی بھی کر چکے ہیں۔ مسجد کے علاوہ اب 2010ء میں مربی ہاؤس بھی مکمل ہو کر اب معلم صاحب موجود ہیں۔

مارچ 2003ء کو جب خاکسار نے اپنا گاؤں چھوڑا تھا جب اپنے گھر سے سب افراد نکل رہے تھے تو اس وقت سب کے آنسو بہہ رہے تھے کہ ہمارے باپ دادا پرانا خاندانی مقام اور گھر بار چھوڑے جا رہے ہیں اور ہمارا قصور کیا ہے کس جرم میں ہم یہ گھر بار چھوڑ رہے ہیں لیکن اس وقت یہ پتہ نہیں تھا ہمارا مولا کریم جو ازل سے مظلوموں کے ساتھ ہے وہ ہمیں بہتری کی طرف لے کر جا رہا ہے۔

خاکسار کو ربوہ میں دارالنصر غربی اقبال میں 2005ء سے جون 2010ء تک زعیم انصار اللہ اور جولائی 2010ء تا 22 مارچ 2011ء تک صدر محلہ خدمت کی توفیق ملی۔

خاکسار کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں یہ سب کے سب بمعہ اپنی اپنی فیملی اپنے اپنے گھر میں لندن مورڈن بیت الفتوح کے ارد گرد رہائش پذیر ہیں اور خاکسار بھی 22 مارچ 2011ء سے بمعہ اہلیہ ادھر ہی رہ رہا ہے۔ خاکسار کے اس وقت پوتیاں پوتے نواسیاں نواسے سب ملا کر یہ تعداد 13 ہیں جو وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ بڑا بیٹا محمد عاصم شہزاد 2003ء سے ایم ٹی اے لندن میں خدمت کی توفیق پا رہا ہے اس کے علاوہ تنظیم میں یعنی خدام الاحمدیہ میں بھی عرصہ تقریباً دس سال سے کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ سب سے چھوٹا بیٹا محمد احمد صاحب فزکس میں پی ایچ ڈی کر رہا ہے۔ اس کی تعلیم کا خرچہ مبلغ ساٹھ ہزار پونڈ سے اوپر ہے جو پاکستانی کرنسی کے حساب سے کروڑ کے قریب بنتا ہے۔ مجھے گاؤں کی زمین سے اٹھائیس لاکھ روپے رقم ملی تھی اور میرا ایک طالب علم بیٹا تعلیم پر ایک کروڑ خرچ کرتا ہے جب کہ باقی سب کے سب بھی بمعہ بال بچہ لندن پہنچ چکے ہیں۔

اب خدا تعالیٰ اپنے بے حساب فضلوں پر ہمیں شکر بجا لانے کی توفیق دے، نیز حق کے مخالفین کی ذلت و رسوائی جس پر میں خود شاہد ہوں وہ ایک لمبا قصہ ہے۔ دعا ہے کہ مولا کریم ان کو بھی ہدایت دے اور معاف فرمائے۔

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات

(مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کی جلسہ سالانہ یوکے 2014ء کے موقع پر کی گئی تقریر)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی پیدا کردہ یہ حسین وجمیل دنیا آج بے شمار مصائب اور مسائل میں گھر چکی ہے۔ خود اپنی شامتِ اعمال کے نتیجہ میں انسانیت مختلف نوعیت کی مشکلات سے دوچار ہے۔ خدا کی ہستی کا انکار، لادینیت، سیاسی اور معاشی، ملکی اور عالمگیر مسائل کی ایک لمبی فہرست ہے۔ اس تناظر میں ایک بہت بڑا عالمگیر مسئلہ گھروں کے سکون اور عائلی زندگی کی خوشی کا فقدان ہے۔

عائلی زندگی کے حوالہ سے مذہب اسلام اس بات کا علم بردار ہے کہ اس کی تعلیمات میں ازدواجی زندگی کو کامیاب اور خوشگوار بنانے کے سلسلہ میں کامل رہنمائی موجود ہے۔ یہی بات میری آج کی تقریر کا موضوع ہے کہ عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مَیں اسلامی تعلیمات کے چند پہلو اختصار سے پیش کروں گا۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ صرف تعلیمات کا علم کافی نہیں بلکہ ان کے مطابق عمل کرنے سے ہی عائلی زندگی کامیاب اور راحت بخش ہو سکتی ہے۔

کامیاب عائلی زندگی کا نسخۂ کیمیا۔ تقویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نہایت خوبصورت مصرعہ لکھا کہ:

"ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے"

دوسرا مصرعہ ابھی آپ سوچ ہی رہے تھے کہ الہاماً اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا:

"اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"

غور کیا جائے تو اس خوبصورت شعر میں انسان کی ساری زندگی، اس کے دین، ایمان، فلاح اور کامیابی کا راز بیان کر دیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کی ازدواجی زندگی کا نقطۂ آغاز تقریب نکاح ہے۔ اس موقعہ پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کے لئے قرآن مجید کے تین مقامات سے چار آیات کریمہ کا انتخاب فرمایا۔ ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے پانچ جگہ نکاح کے موقع پر تقویٰ کا لفظ استعمال کر کے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا ہر فعل، تمہارا ہر قول، تمہارا ہر عمل صرف اپنی ذات کے لئے نہ ہو بلکہ تقویٰ پر بنیاد رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اللہ کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو اور ایک دوسرے کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو"۔

(مستورات سے خطاب، فرمودہ 23 جولائی 2011ء بر موقع جلسہ سالانہ یوکے)

تقویٰ کی اہمیت حضرت مسیح پاکؑ کے مبارک الفاظ میں سنیے۔ آپؑ فرماتے ہیں: "قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے"۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

حق یہ ہے کہ کامیاب اور بابرکت عائلی زندگی کا نسخۂ کیمیا یہی تقویٰ ہے۔ یہی وہ گوہر آبدار ہے جس کی برکت سے ازدواجی زندگی ایک شجرۂ طیبہ بن جاتی ہے۔ اس کی جڑیں تقویٰ کی زمین میں پیوستہ ہوتی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہیں اور اسی جوہر کی برکت سے یہ درخت ایک سدابہار درخت بن جاتا ہے جو زندگی کے ہر مرحلہ میں ہمیشہ تازہ بتازہ لذیذ پھل عطا کرتا ہے۔ ازدواجی زندگی اور اس کی کامیابی کی حقیقی بنیاد تقویٰ ہے۔ جس گھر میں تقویٰ کی دولت ہے وہ گھر رحمتوں اور برکتوں کا خزینہ ہے اور جس گھر میں تقویٰ نہیں وہ ایک ویرانے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو تقویٰ کی بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو ! ہے حاصلِ اسلام تقویٰ
خدا کا عشق، مے اور جام تقویٰ

تقویٰ کا مضمون بہت وسیع ہے اور انسان کی ساری زندگی پر حاوی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقویٰ کی ایک خوبصورت تعریف فرمائی۔ فرمایا: "تقویٰ یہی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بُرائی کو بھی بیزار ہو کر ترک کرنا، ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہوئے اختیار کرنا"۔

(خطاب فرمودہ 23 جولائی 2011 برطانیہ)

عائلی زندگی کا اصل الاصول

عائلی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے اسلام نے ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں کو تاکیداً فرماتا ہے: عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:20) کہ اے مسلمان مردو! تم اپنے گھروں کو جنّت کا گہوارہ بنانا چاہتے ہو تو اس اصول پر مضبوطی سے کاربند ہو جاؤ کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اس آیت کریمہ میں ایسی سنہری ہدایت دی گئی ہے جو اصولی اور بنیادی ہے اور عائلی زندگی کو خوبصورت بنانے کی پختہ ضمانت بھی ہے۔

اس سنہری اصول کی وضاحت میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوبصورت حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهٖ وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ (مشکوٰۃ۔ باب عشرۃ النساء) کہ اے مسلمانو! خدا کی نظر میں تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو مزید ترغیب دلانے کی غرض سے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ دیکھو مَیں تم کو جو تعلیم دیتا ہوں اس پر سب سے پہلے میں خود عمل کرتا ہوں۔ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مَیں اپنے اہلِ خانہ سے سلوک کرنے میں تم سب سے بہتر ہوں۔ پس میرے نمونہ کو سامنے رکھو اور اس کی پیروی کرو، تم بھی خدا کی نظر میں اس کے محبوب بن جاؤ گے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ مومن مرد اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ بھی ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے اس کا ثواب ملے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح)

حسن معاشرت کے بارہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جگہ جگہ تاکیدی نصیحت فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اِس حکم الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات''۔ (ملفوظات جلد ششم۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔ صفحہ 351)

پھر ایک موقع پر فرمایا: ''بیوی اسیر کی طرح ہے اگر یہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جس کی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے''۔

(ملفوظات جلد ششم۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔ صفحہ 381)

ایک دفعہ ایک دوست کی شکایت ہوئی کہ وہ بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے تو آپ نے فرمایا: 'ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے'۔

(ملفوظات جلد دوم۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔ صفحہ 2)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''چاہیے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو''۔

(ملفوظات جلد 5۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔ صفحہ 418)

خوشگوار عائلی زندگی کی کلید: دعا

عائلی زندگی کی کامیابی کی کلید دعا ہے۔ دعا کیا ہے؟ اپنے آپ کو لاشئ محض یقین کرتے ہوئے، قادر و توانا خدا کے حضور پیش کرنا، اس کامل یقین کے ساتھ کہ دعا کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں اور دعا کے ساتھ ہر چیز ممکن ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اگر مُردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعا سے اور اگر اندھے بینا ہو سکتے ہیں تو دعا سے۔ پس یہی دعا ہے جو پتھر دل خاوند کو موم کر سکتی ہے، جو باغیانہ سرشت کی بے باک عورت کو رام کر سکتی ہے۔ پس عائلی زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانے کا تیر بہدف نسخہ دعا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے محبوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازدواجی زندگی کے قدم قدم پر مومنوں کو دعائیں سکھائیں اور اس بارہ میں تاکید فرمائی۔

دعا کا آغاز کس مرحلہ سے ہونا چاہیے؟ سنیئے:

''حضرت میر ناصر نواب صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ اعزاز کس طرح ملا اور کیا کام آپ نے کیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو اتنا بڑا مقام حاصل ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے داماد بنے؟ انہوں نے بتایا کہ جب میری یہ بچی پیدا ہوئی تھی تو میں نے اس طرح تڑپ کے ساتھ جس طرح ایک ذبح کیا ہوا جانور تڑپتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تھی کہ اس کو خود سنبھالنا اور ایسا مقام عطا کرنا جو دنیا میں کسی کو نہ ملا ہو۔ جب حضرت میر صاحب یہ بیان فرما رہے تھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے''۔

(خط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محررہ یکم اپریل 2011ء مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا اپریل 2011ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا ہے:

''ہر ماں باپ کو اولاد کے لئے اس کی شادی کی عمر سے بہت پہلے دعائیں شروع کر دینی چاہئیں تاکہ انہیں نیک نصیب عطا ہوں اور ان کی آئندہ عائلی زندگی پُرسکون اور خوشیوں سے معمور ہو۔ شادی شدہ جوڑے بھی اپنے ہاں نیک اولاد عطا ہونے کی دعائیں کرتے رہیں تو یہ بہت مبارک طریق ہے''۔

(خط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محررہ یکم اپریل 2011ء۔ مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا اپریل 2011ء)

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جب رشتہ کی تلاش کا مرحلہ آئے تو اس موقع پر خود بھی دعا کرو، بچوں کو دعا کی تلقین کرو اور دعائیں کرتے ہوئے سب مراحل طے ہوں۔ دینی پہلو اور کفو کو ترجیح دی جائے۔ اعلانِ نکاح ہو، رخصتانہ ہو، خلوت کا وقت ہو غرض ہر مرحلہ پر دعا ہی مومن کا سہارا ہے۔ قرآن مجید نے عباد الرحمٰن کی ایک مستقل خوبی یہ بیان کی ہے کہ وہ ہمیشہ عائلی زندگی کے حوالہ سے یہ دعا کرتے رہے ہیں: رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان: 75) کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

ایک تو یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ جو دعا خود خدا تعالیٰ نے سکھائی ہو وہ اپنی افادیت اور قبولیت میں سب سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ دوسرے یہ دعا ایسی ہے کہ مَردوں اور عورتوں دونوں سے متعلق ہے کیونکہ عربی میں ''زوج'' کا لفظ خاوند اور بیوی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ نیکی دراصل وہی ہے جس میں تسلسل اور دوام پایا جائے۔ آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک میں یہ دعا بھی شامل ہے کہ بچے بھی حقیقی معنوں میں متقی ہوں اور نیکی کا تسلسل جاری رہے۔ یہ ایک نہایت ہی جامع دعا ہے جس سے سارا گھر خوشی اور مسرت کی آماجگاہ بن سکتا ہے۔ ساری زندگی اس کا بکثرت ورد کرنا چاہئے۔

دعا کا ذکر چل رہا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک طریق کا ذکر بھی ضروری ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ''میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 6 صفحہ 355)

مردوں اور عورتوں کے حقوق وفرائض

اسلام نے خوشگوار عائلی زندگی کے حوالہ سے مردوں اور عورتوں دونوں کے حقوق وفرائض اور دائرہ کار کی پوری وضاحت فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں مرد اور عورت بحیثیت انسان یکساں درجہ رکھتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد بار ذکر آتا ہے کہ مرد عورت میں سے جو بھی نیک اعمال کرے گا اس کا اجر یکساں دیا جائے گا اور کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ یہ حقیقی روحانی مساوات ہے جو اسلامی تعلیم کا طرۂ

امتیاز ہے۔

جسمانی لحاظ سے خدا تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو مختلف قویٰ عطا فرمائے اور اسی نسبت سے ان کے فرائض مقرر فرما دیئے۔ عائلی زندگی کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔ (البقرة:229) کہ عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ مردوں کا ان پر ہے۔ جبکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے۔ اس فوقیت کا ذکر دوسری جگہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء:35) کے الفاظ میں آتا ہے کہ مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال ان پر خرچ کرتے ہیں۔

قوّام کے لفظ میں مردوں کی وسیع ذمہ داریوں کا ذکر ہے جو عائلی زندگی کے حوالہ سے ان پر عائد ہوتی ہیں۔ مرد گھر کا سربراہ ہے اور اس حوالہ سے اس عظیم ذمہ داری کا مکلف بنایا گیا ہے۔

اس نہایت متوازن اسلامی تعلیم کو صحیح طور پر اپنانے سے عائلی زندگی میں ایک حسن اور نکھار پیدا ہوتا ہے۔ جو اس گھر کو رحمتوں اور برکتوں سے بھر دیتا ہے۔

میاں بیوی میں باہمی تعاون اور موافقت

ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانا مرد اور عورت دونوں کی ذمہ داری ہے۔ تالی ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ بالکل بجا کہا جاتا ہے کہ میاں اور بیوی ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ ان کے ایک ساتھ چلنے سے ہی ازدواجی زندگی کا سفر بخیر و خوبی طے ہو سکتا ہے۔ ان کے درمیان باہم موافقت اور تعاون سے ہی یہ رشتہ، جو انسانی زندگی میں سب سے نازک رشتہ ہے، باہمی مودّت اور رحمت سے ہر دو کے لئے جسمانی اور روحانی تسکین اور خوشی کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس باہمی تعاون کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرة:188) کہ اے مردو! عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لئے بطور لباس ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "مردوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے ہمیشہ لباس کا کام دیں۔ یعنی (1) ایک دوسرے کے عیب چھپائیں۔ (2) ایک دوسرے کیلئے زینت کا موجب بنیں۔ (3) پھر جس طرح لباس سردی گرمی کے ضرر سے انسانی جسم کو محفوظ رکھتا ہے اُسی طرح مرد و عورت سُکھ دُکھ کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔ اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی دلجمعی اور سکون کا باعث بنیں۔ غرض جس طرح لباس جسم کی حفاظت کرتا ہے اور اُسے سردی گرمی کے اثرات سے بچاتا ہے۔ اِسی طرح انہیں ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہئے"۔ (تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 411)

اسلامی معاشرہ کو حسین بنانے اور گھروں کو جنت نظیر بنانے کی ذمہ داری یکساں طور پر مرد اور عورت پر ڈالی گئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر دلوں میں کدورت پیدا کرنا، معمولی معمولی باتوں کو طول دے کر گھر کی فضا کو مکدّر کر دینا پرلے درجہ کی جہالت ہے۔ شادی تو وہ مقدس رشتہ ہے جس کو مودّت و رحمت اور باہمی سکون اور سکینت کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ ہر مرد اور عورت کو یہ ارشاد خداوندی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ: جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً (الروم:22)۔ باہمی محبت اور رحمت ہی ازدواجی زندگی کا حقیقی مقصد اور حسن ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا یہ ارشاد بہت قابل توجہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا: "میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کا اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اس لئے میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں سے بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو"۔

(مکتوبات احمد جلد دوم، مکتوب 37 صفحہ 59)

ایک مومنہ بیوی کے اوصاف

اسلام نے اگر ایک طرف ایک خاوند کو بیوی سے حسن معاشرت کا پابند کیا ہے تو ایک مومنہ بیوی کے اوصاف کا بھی خوب وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان خوبیوں والی بیوی ہی عائلی زندگی کو خوبصورت بنانے میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ ان صفات کا جامع ذکر قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب آیت 36 میں ملتا ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مومنہ بیوی کی صفات اور فرائض کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "کوئی عورت اس وقت تک خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے والی نہیں سمجھی جا سکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی"۔

(سنن ابن ماجه)

پھر فرمایا: "جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی۔ رمضان کے روزے رکھے۔ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اُس کا کہا مانا۔ ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو"۔ (طبرانی)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بہترین عورت وہ ہے جسے اس کا خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو اور جب خاوند اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔ اور جس بات کو اُس کا خاوند ناپسند کرے اُس سے بچے"۔ (مشکوٰۃ)

اسی طرح ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثواب اور اجر ملے گا جو اس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے"۔

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ 404)

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش اور راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی"۔ (سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حق الزوج على المرأة)

مسیح پاک علیہ السلام کا ایک ارشاد بہت توجہ سے سننے کے لائق ہے۔ آپ نے فرمایا ہے: "عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر ایک بلا سے بچاوے گا۔ اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی"۔ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، سورۃ النساء، جلد2، صفحہ 237)

کسی بھی نظام کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ ہر فرد اپنی ذمہ داری صحیح طور پر ادا کرے۔ عائلی زندگی کی کامیابی کا مدار بھی اسی اصول پر ہے۔ خاوند اور بیوی دونوں اپنی اپنی ذمہ داری کو، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، پورے اخلاص اور وفا سے ادا کرنے والے ہوں تو تب ہی ان کی زندگی برکتوں کی آماجگاہ بن سکتی ہے اور عاقبت بھی سنور جاتی ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا

(داؤد احمد عابد ۔مربی سلسلہ)

اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اس نے ہماری رہنمائی کے لئے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے ہمیں درست انداز میں زندگی گزارنے کے اسلوب سکھائے اور دین جو ایک گورکھ دھندا بن چکا تھا اور صرف کہانیوں پر اس کا مدار تھا اسے اس مافوق الفطرت دیومالائی اسطورہ سے نکال کر حقیقت کے رنگ بھر کر تقویٰ کے اعلیٰ مدارج کے مطابق زندگی گذارنے کا سلیقہ ہمیں سکھایا اور ہمیں بتایا کہ ان اساطیر سے ہٹ کر ہمارے سلوک کی راہیں اَور ہیں جو آسان بھی ہیں اور قابل عمل بھی، بلکہ قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں آپ نے ہمیں یہ نوید دی کہ اللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا کے مطابق ہر حقیقی مؤمن کا اللہ ولی ہوتا ہے اور ولایت کے لئے حقیقی شرط کامل ایمان ہے۔آپ فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے۔یہ بڑی مشکلات نہیں ہیں۔ میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہماری مشکلات آسان کر دی ہیں۔کیونکہ ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں۔ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے کہ کمریں جھک جائیں یا ناخن بڑھالیں یا پانی میں کھڑے رہیں اور چلہ کشیاں کریں یا اپنے ہاتھ خشک کر لیں اور یہانتک نوبت پہنچے کہ اپنی صورتیں بھی مسخ ہو جائیں۔ان صورتوں کے اختیار کرنے سے بعض لوگ بخیال خویش باخدا بننا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ایسی ریاضتوں سے خدا تو کیا ملنا ہے انسانیت بھی جاتی رہتی ہے۔لیکن ہمارے سلوک کا یہ طریق ہرگز نہیں ہے بلکہ اسلام نے اس کے لئے نہایت آسان راہ رکھ دی ہے اور وہ کشادہ راہ وہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ (الفاتحہ:6) یہ دعا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھلائی ہے تو ایسے طور پر نہیں کہ دعا تو سکھا دی لیکن سامان کچھ بھی مہیا نہ کیا ہو۔نہیں بلکہ جہاں دعا سکھلائی ہے وہاں اس کے لئے سامان بھی مہیا کر دیئے ہیں۔چنانچہ اس سے اگلی سورۃ میں اس کی قبولیت کا اشارہ ہے جہاں فرمایا: ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔(البقرہ:3) یہ گویا ایسی دعوت ہے جس کا سامان پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔" (ملفوظات جلداول صفحہ:233)

ایک طرف ریاضت اور دین کے نام پر اپنے آپ پر انسانیت سوز مظالم ڈھا کر خدا تعالیٰ کو زبردستی پانے کی ناکام کوشش کرنے والے تھے تو اس کے بالمقابل خدا تعالیٰ پر یہ بدگمانی کرنے والے کہ ہم اس کا قرب ہی نہیں پا سکتے، اس بناء پر اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں سے دُوری اور اس سے ملنے کی کوشش ترک کرنے والوں کی حالت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بہت سے آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے اوامر کی پیروی کرو اور نواہی سے پرہیز کرو۔تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم نے کیا ولی بننا ہے؟ اس قسم کا کلمہ میرے نزدیک کلمۂ کفر ہے۔یہ خدا تعالیٰ پر بدگمانی ہے۔خدا تعالیٰ کے حضور کیا کمی ہے۔اس کے پاس سرکار کی طرح کوئی محدود نوکریاں تو نہیں ہیں جو ختم ہو جائیں۔بلکہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلقات پیدا کر لے وہ ان فیوض سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جو پہلے راستبازوں کو دیئے گئے تھے۔بر کریماں کارہا دُشوار نیست! اللہ تعالیٰ نے جو اپنے محبوب بندوں کا نام ولی رکھا ہے تو کیا ولی بننا خدا تعالیٰ کے نزدیک مشکل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔بلکہ یہ اس کے نزدیک بہت سہل امر ہے۔ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ انسان راستی کے ساتھ اس کی راہ میں قدم رکھنے والا ہو اور اس کے راستے میں صبر و استقلال اور وفاداری کے ساتھ چلنے والا ہو۔کوئی دکھ اور تکلیف اور مصیبت اس کے قدم کو ڈگمگا نہ سکے۔جب انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے اور ان باتوں سے الگ ہو جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی نارضامندی کا موجب ہوتی ہیں اور سچی پاکیزگی اور طہارت اختیار کر لیتا ہے اور گندی باتوں سے پرہیز کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ایک تعلق پیدا کر لیتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا ہے۔لیکن اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کرے اور گندگی سے نکلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔جیسے کہ فرمایا: فَلَمَّا زَاغُوْا أَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ۔ (الصف:6)" (ملفوظات جلداول صفحہ:233, 232)

ایک بہت اہم بات ولی کا اصل مقام ہے جس سے بیگانگی کی وجہ سے لوگوں نے بہت ٹھوکر کھائی ہے حضرت مسیح موعودؑ ولی کے اصل مقام کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں، اصل تقویٰ ہے۔اس واسطے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصول تقویٰ کے پیچھے لگو۔"

(ملفوظات جلداول صفحہ:512)

ایک اور غلطی جس کا شکار عوام ہوئے وہ قبر پرستی ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی کہ ولی بنو ولی پرست نہ بنو۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنے کا خدا نے کہیں ذکر نہیں کیا، بلکہ زندوں ہی کا ذکر فرمایا۔خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا جو اسلام کو زندوں کے سپرد کیا۔اگر اسلام کو مُردوں پر ڈالتا تو نہیں معلوم کیا آفت آتی! مُردوں کی قبریں کہاں کم ہیں؟!"

ایک اور موقعہ پر آپؑ نے فرمایا:

"ہم اس کے مخالف نہیں کہ صلحاء اور اتقیاء سے محبت رکھی جاوے مگر حد سے گزر جانا حتی کہ آنحضرت ﷺ پر ان کو مقدم رکھنا یہ مناسب نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلدسوم صفحہ:268)

ایک اور خرابی جو آنحضور ﷺ کے بعد پیدا ہوگئی تھی اور اس کی وجہ سے لوگ نیکی سے محروم ہوئے وہ جھوٹی تواضع تھی اور ایسی رہبانیت کا شریعت کے امور میں مِلا جُلا دینا تھا جو اسلامی تعلیم سے چنداں موافقت نہیں رکھتی۔حضور فرماتے ہیں:

"آپؐ کے بعد بعض لوگوں نے اسی میں تواضع دیکھی کہ رہبانیت کی جزو

ملادی۔ بعض درویشوں کو دیکھا گیا کہ گوشت میں خاک ڈال کر کھاتے تھے۔ ایک درویش کے پاس کوئی شخص گیا۔ اس نے کہا کہ اس کو کھانا کھلا دو اس شخص نے اصرار کیا کہ میں تو آپ کے ساتھ ہی کھاؤں گا۔ آخر جب وہ اس درویش کے ساتھ کھانے بیٹھا تو اس کے لئے نیم کے گولے تیار کر کے آگے رکھے گئے۔ اس قسم کے امور بعض لوگ اختیار کرتے ہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو اپنے با کمال ہونے کا یقین دلائیں۔ مگر اسلام ایسی باتوں کو کمال میں داخل نہیں کرتا۔ اسلام کا کمال تو تقویٰ ہے جس سے ولایت ملتی ہے۔ جس سے فرشتے کلام کرتے ہیں خدا تعالیٰ بشارتیں دیتا ہے۔ ہم اس قسم کی تعلیم نہیں دیتے۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم کے منشا کے خلاف ہے قرآن شریف تو کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ۔ (المؤمنون:52) کی تعلیم دے اور یہ لوگ طیّب عمدہ چیز میں خاک ڈال کر غیر طیّب بنا دیں۔ اس قسم کے مذاہب اسلام کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے ہیں۔ یہ لوگ آنحضرت ﷺ پر اضافہ کرتے ہیں۔ ان کو اسلام سے اور قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ خود اپنی شریعت الگ قائم کرتے ہیں۔ میں اس کو سخت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ اسوۂ حسنہ ہیں۔ ہماری بھلائی اور خوبی یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، آپ کے نقشِ قدم پر چلیں اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ:387)

اس سے بالکل برعکس بعض لوگوں نے مذہب کو گانے باجے کا نام دے دیا ہے ان کی نسبت حضور نے فرمایا: تم نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنی عبادت میں لذت کا یہ طریق سمجھتے ہیں کہ کچھ گیت گا لئے یا باجے بجا لئے اور یہی اس کی عبادت ہوگی۔ اس سے دھوکا مت کھاؤ۔ یہ باتیں نفس کی لذت کا باعث ہوں تو ہوں مگر روح کے لئے ان میں لذت کی کوئی چیز نہیں، ان میں روح سے فروتنی اور انکساری کے جوہر پیدا نہیں ہوتے اور عبادت کا اصل منشا گم ہو جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

"جن لوگوں نے خلاف شرع اور خلاف پیغمبر ﷺ راہیں نکالی ہیں ان کو یہی دھوکہ لگا ہے کہ وہ نفس اور روح کی لذت میں فرق نہیں کر سکتے ورنہ وہ ان بیہودگیوں میں روح کی لذّت اور اطمینان نہ پاتے۔ ان میں نفس مطمئنہ نہیں ہے جو تپے شاہ کی کافیوں میں لذّت کے جویاں ہیں۔ رُوح کی لذّت قرآن شریف سے آتی ہے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ:63)

مزید فرمایا:

"اصل بات یہ ہے کہ جنہوں نے نماز سے لذّت نہیں اٹھائی اور اس ذوق سے محروم ہیں وہ روح کی تسلّی اور اطمینان کی حالت ہی کو نہیں سمجھ سکتے اور نہیں جانتے کہ وہ سرور کیا ہوتا ہے! مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو اس قسم کی بدعتیں مسلمان کہلا کر نکالتے ہیں اگر روح کی خوشی اور لذت کا سامان اسی میں تھا تو چاہئے تھا کہ پیغمبر خدا ﷺ جو عارف ترین اور اکمل ترین انسان دنیا میں تھے وہ بھی اسی قسم کی کوئی تعلیم دیتے۔ یا اپنے اعمال سے ہی کچھ کر دکھاتے۔ میں ان مخالفوں سے جو بڑے بڑے مشائخ اور گدّی نشین اور صاحب سلسلہ ہیں پوچھتا ہوں کہ کیا پیغمبر خدا ﷺ تمہارے درود وظائف اور چلہ کشیاں، الٹے سیدھے لٹکنا بھول گئے تھے۔ اگر معرفت اور حقیقت شناسی کا یہی ذریعۂ اصل تھے۔ مجھے بہت ہی تعجب آتا ہے کہ

ایک طرف قرآن شریف میں یہ پڑھتے ہیں: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔ (المائدہ:4) اور دوسری طرف اپنی ایجادوں اور بدعتوں سے اس تکمیل کو توڑ کر ناقص ثابت کرنا چاہتے ہیں۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ:63، 64)

خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں میں حائل سب سے بڑی روک درحقیقت نفس انسانی ہے۔ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بات یہ ہے کہ جب انسان جذباتِ نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کے منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابتلاء میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ:9)

پھر فرمایا: "اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت وسکون نہ ہوگا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی۔ جیسے فرمایا وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ (الانعام:60) سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا، لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑے گا۔ سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر کوئی محویت میں کم ہے وہ اتنا ہی خدا سے دور ہے، لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ ان کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔ (الحدیث) جو شخص میرے ولی کا مقابل کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابل کرتا ہے۔ اب دیکھ لو متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے۔ جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے تو خدا اس کا کس قدر معاون و مددگار ہوگا۔

لوگ بہت سی مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں، بلکہ ان کے پاس جو آجاتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں، انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزار ہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں، لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ:10)

ولی کی کیا خصوصیات ہیں جو اسے ممتاز کرتی ہیں اور کیسے ایک انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے قرب کی منزلیں طے کر رہا ہے، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ولی کے معنے قریب کے ہیں۔ یہ لوگ گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھتے ہیں اور دوسرے لوگ ایک محجوب کی طرح ہوتے ہیں جن کے سامنے ایک دیوار حائل ہو۔ اب یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں، کیونکہ ایک تو ان میں سے ایسا ہے کہ جس کے سامنے کوئی پردہ ہی نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے آنکھیں دے دی ہیں اور اسے ایسی بصیرت عطا کی ہے کہ اس کا ہر قول و فعل علیٰ وجہ البصیرت ہوتا ہے۔ اعمیٰ کی طرح

نہیں، جو ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے اور ٹکریں مارتا رہتا ہے، بلکہ اس کے دل پر تو خدا تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے اور ہر قدم پر وہی اس کا رہنما اور متکفل بن جاتا ہے۔ شیطان کی شرارت کی تاریکی اس کے نزدیک نہیں آسکتی۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ:230)

ولی اللہ بننے کی جو خوشخبری حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں عطا فرمائی اس کے ساتھ ایک حقیقی عارف باللہ کی طرح جو سلوک کی ان راہوں کو طے کر کے اعلیٰ مدارج تک پہنچا ہوا اور تمام دنیا کو اس خزانہ سے اطلاع دینے کے لئے بے تاب ہو ہمیں اس راہ کے حصول کی حقیقی کوشش کرنے کے لئے ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ قویٰ جو انسان کو دیئے گئے ہیں اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں جو نور اور صدق اور وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی شخص اپنے آپ کو ان قویٰ سے محروم نہ سمجھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی فہرست شائع کر دی ہے جس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمیں ان برکات سے حصہ نہیں ملے گا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ، پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام، اور عشاء۔ ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ:233,234)

خدا تعالیٰ کو پانے کا کیا طریقہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب انسان بدی سے پرہیز کرتا ہے اور نیکیوں کے لئے اس کا دل تڑپتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی دستگیری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دارالامان میں پہنچا دیتا ہے اور فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ کی آواز اسے آجاتی ہے یعنی تیری جنگ اب ختم ہو چکی ہے اور میرے ساتھ تیری صلح اور آشتی ہو چکی ہے اب آ میرے بندوں میں داخل ہو جو صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کے مصداق ہیں اور روحانی وراثت سے جن کو حصہ ملتا ہے میری بہشت میں داخل ہو جا۔

یہ آیت جیسا کہ ظاہر میں سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد اسے آواز آتی ہے آخرت پر ہی موقوف نہیں بلکہ اسی دنیا میں اسی زندگی میں یہ آواز آتی ہے۔ اہل سلوک کے مراتب رکھے ہوئے ہیں ان کے سلوک کا انتہائی نقطہ یہی مقام ہے جہاں ان کا سلوک ختم ہو جاتا ہے اور وہ مقام یہی نفس مطمئنہ کا مقام ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ:508,509)

یہ آواز کیسے آتی ہے اس کے لئے کس حد تک محنت درکار ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ولایت ملتی نہیں جب تک انسان خدا کے لئے موت اختیار کرنے کے لئے تیار نہ ہو جائے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ:704)

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا ترک رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

......☆......☆......☆......☆......

بقیہ از صفحہ 24: ایمان افروز واقعات کا بیان

جب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس نے جھٹکے کے ساتھ بانس کو زمین سے باہر نکالا تھا۔ وہ دیمک خوردہ تھا۔ جھٹکے سے وہ اپنے نصف سے ٹوٹا اور اسی بانس کا اوپر کا نصف اس کے سر پر پڑا اور اس طرح وہ بھاگ گیا۔

☆ محترم ثاقب زیروی صاحب لکھتے ہیں: 1948ء میں حضورؒ کے ساتھ فرقان فورس کے جوانوں سے ملنے کشمیر گیا۔ ایک رات پیدل سفر میں ہمارا گائیڈ چلتے چلتے ایک دم ایک جگہ بیٹھ کر اپنا دایاں ٹخنہ پکڑ کر کراہنے لگا۔ معلوم ہوا کہ اسے بچھو نے ڈس لیا ہے۔ حضورؒ نے اسے تسلی دی اور اس کے سامنے بیٹھ کر بِسْمِ اللّٰہ اور ھُوَالشَّافِیْ پڑھ کر اس کے ٹخنے کو سہلانے لگے۔ یہ عمل کوئی دو یا تین منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد اس شخص کے چہرے پر رونق ابھرنے لگی یہاں تک کہ وہ ہشاش بشاش اچھل کر کھڑا ہو گیا اور قافلہ پھر روانہ ہو گیا۔ اُس نے مجھ سے کہا: آپ کے صاحب تو "بڑے کرنی والے" ہیں۔ یہ سنتے ہی آپؒ نے فرمایا: دیکھو اس میں کسی کرامت کا دخل نہیں ہے، اگر چاہو تو میرے جیسے کرنی والے تم بھی بن سکتے ہو۔ بس اتنا کیا کرو کہ جب آموں کو بُور آجائے تو موسم میں اس بُور کو اچھی طرح اپنے ہاتھوں میں رگڑ رگڑ کر مل لیا کرو۔ اس بُور کا کم از کم سال بھر اثر ضرور رہتا ہے۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا: شرک ہمیشہ باریک در باریک راہوں سے انسانی جذبات و محسوسات پر وار کرتا ہے، اسے اس کا موقع نہیں دینا چاہئے۔

☆ 1974ء کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے حضورؒ نے ایک بار فرمایا کہ 1947ء میں سکھوں اور ہندوؤں نے ہماری املاک اور اشیاء لُوٹ لیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں بعد میں اُس سے بھی بڑھ کر عطا فرما دیا۔ چنانچہ اب بھی ایسے احمدی ہیں جن کا لاکھوں کا نقصان کیا گیا لیکن لوگوں کی ان حرکتوں سے خدا کے خزانے تو خالی نہیں ہو سکتے۔ اگر خدا کے خزانے خالی نہیں اور جو کچھ ملا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ملا تھا تو اب انشاء اللہ اس سے بھی زیادہ ملے گا۔ اگر خدا کے خزانے خالی ہو جائیں یا انسان نے خدا کی رحمتوں کے علاوہ کسی اَور گھر سے کچھ لیا ہو تو اس کو فکر ہو سکتی ہے۔

☆ حضورؒ فرماتے ہیں کہ 1974ء میں جس دن قومی اسمبلی کے سارے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی بنی اور اعلان ہوا کہ اس کمیٹی کا اجلاس خفیہ ہوگا تو اس اطلاع کے ملنے کے بعد سے لے کر اگلے دن صبح چار بجے تک مَیں بہت پریشان رہا اور مَیں نے بڑی دُعائیں کیں۔ یہ بھی دُعا کی کہ اے خُدا! خفیہ اجلاس ہے پتہ نہیں ہمارے خلاف کیا تدبیر کی جائے۔ تیرا حکم ہے کہ مَیں مقابلہ میں تدبیر کروں۔ بتائیں کیا کروں۔ سورۃ فاتحہ بہت پڑھی۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بہت پڑھا۔ ان الفاظ میں دُعا بہت کی اور صبح اللہ تعالیٰ نے بڑے پیار سے مجھے یہ کہا وَسِّعْ مَکَانَکَ۔ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ کہ ہمارے مہمانوں کا تم خیال کرو اور اپنے مکانوں میں مہمانوں کی خاطر وسعت پیدا کرو اور جو یہ منصوبے جماعت کے خلاف ہیں ان منصوبوں کے دفاع کے لئے تیرے لئے ہم کافی ہیں تو تسلی ہوئی۔ (باقی آئندہ شمارہ میں)

نوٹ: اگر آپ بھی اپنی کسی پسندیدہ کتاب کا تعارف "انصارالدین" کی زینت بنانے کے خواہشمند ہیں تو کتاب بھجوانے سے قبل براہ کرم درج ذیل فون نمبر پر رابطہ فرمائیں: 079 47 408 144

شعبہ تعلیم مجلس انصاراللہ برطانیہ کے پرچہ جات کے نتائج

تعلیم پیپر نمبر 3۔2014ء

وانڈزورتھ: آصف احمد صاحب۔ بدر احمد صاحب۔ منظورالحق شمس صاحب۔ مشہود گلزار صاحب۔ محمد رفیق بھٹی صاحب۔ سعید احمد شامی صاحب۔ سعید احمد بھٹی صاحب۔

برمنگھم ایسٹ: سعید احمد رفیق صاحب۔ غلام عباس بلوچ صاحب۔ حاجی طارق محمود صاحب۔ طارق احمد ملک صاحب۔ سلیم احمد صاحب۔ محمود اکرم صاحب۔ مسرور احمد صاحب۔ جوادالکریم صاحب۔ رشید احمد تبسم صاحب۔ عبدالرشید صاحب۔ منور احمد بسرا صاحب۔ عبدالشکور صاحب۔ طارق محمود صاحب۔

ومبلڈن پارک: محمود چٹھہ صاحب۔ اشفاق صاحب۔ شریف ناز صاحب۔ منور صاحب۔ فضل احمد صاحب۔ مظفر احمد چٹھہ صاحب۔ نصراللہ خان صاحب۔ رحمان صاحب۔

تعلیم پیپر نمبر 4۔2014ء

ساؤتھ سائیڈ: عبدالمالک خان صاحب۔ عبدالشکور خان صاحب۔ عطاء القدیر ملک صاحب۔ طیب بھٹی صاحب۔ خالد اختر صاحب۔ غفور منان صاحب۔ محمد کاشف صاحب۔ عبدالودود خان صاحب۔ منور احمد صاحب۔ مبشر احمد صاحب۔ انور احمد زاہد صاحب۔ چوہدری طاہر احمد صاحب۔ شیخ اظہار احمد صاحب۔ شمیم احمد خان صاحب۔ ناصر محمود تارڑ صاحب۔ نعیم احمد گوندل صاحب۔ خاور محمود تارڑ صاحب۔ سلطان احمد صاحب۔ محمد افضل صاحب۔ مرزا اعجاز بشیر صاحب۔ محمد شہزاد جمیل صاحب۔ یعقوب احمد ناصر صاحب۔ بشیر احمد مبشر صاحب۔ رشید احمد صاحب۔ مبشر احمد بشیر صاحب۔

وانڈزورتھ: آصف احمد صاحب۔ بدر احمد صاحب۔ مجید احمد بھٹی صاحب۔ مشہود گلزار صاحب۔ محمد اجمل صاحب۔ محمد رفیق بھٹی صاحب۔ مطیع اللہ خان صوفی صاحب۔ ریاض محمود شیخ صاحب۔ سردار نصیر احمد صاحب۔ سعید احمد بھٹی صاحب۔ زاہد محمود باجوہ صاحب۔

چیم: عبدالحمید صاحب۔ عزیز اللہ خان صاحب۔ حافظ محمد فرقان صاحب۔ عبدالباسط قیصر صاحب۔ ملک ناصر احمد صاحب۔ جمیل احمد صاحب۔ مرزا منیر احمد صاحب۔ مظفر منصور صاحب۔ ناظم رسول بٹ صاحب۔ شاہد بشیر صاحب۔ نعیم احمد بٹ صاحب۔ توصیف احمد بٹ صاحب۔

ارلزفیلڈ: مبارک جاوید صاحب۔ سید نصیر احمد صاحب۔ رفیق احمد رانا صاحب۔ محمد نور چاند صاحب۔ محمد احمد طاہر صاحب۔ عبدالقادر صاحب۔ اقبال احمد صاحب۔ مبارک عارف صاحب۔ ظفر اسلام صاحب۔ شاہین احمد بھٹی صاحب۔ محمد ریاض صاحب۔ رفیق احمد صاحب۔ وسیم احمد صاحب۔ کلیم احمد صاحب۔ ظہیر احمد صاحب۔

روہیمپٹن: حبیب اللہ شاد صاحب۔ رانا رفیق احمد صاحب۔ بشارت احمد ممتاز صاحب۔ فاروق احمد صاحب۔ رانا نصیر احمد صاحب۔

مسجد ویسٹ: جاوید اقبال صاحب۔ عزیز الرحمٰن صاحب۔ مبشر احمد گوندل صاحب۔ انس احمد خان صاحب۔ شیخ نعیم احمد صاحب۔ مشتاق احمد صاحب۔ جمیل قریشی صاحب۔ مقصود احمد طاہر صاحب۔ ایوب محمد صاحب۔ یاسین محمد صاحب۔ اشتیاق احمد صاحب۔ طاہر انجم صاحب۔ پرویز انجم صاحب۔ باسط رشید صاحب۔ ناصر احمد کاہلوں صاحب۔

ٹوٹنگ بیک: سردار سراج السلام صاحب۔ مظہر اقبال صاحب۔ عبدالحمید احمد صاحب۔ رانا عبدالحمید صاحب۔ محمد بشیر شیخ صاحب۔ ناصر احمد صاحب۔ سعید احمد صاحب۔ بشیر احمد صاحب۔ فہیم جنجوعہ صاحب۔ محمد رفیع صاحب۔ عطاء اللہ صاحب۔ اشرف احمد شیخ صاحب۔ محمد بشیر لنگا صاحب۔ محمد وسیم صاحب۔ ملک نعمان صاحب۔ فضل عمر ڈوگر صاحب۔ ملک عبدالباسط صاحب۔ رانا عبدالرزاق صاحب۔ معمور احمد خان صاحب۔

شیفیلڈ: ڈاکٹر محمد احمد ساجد صاحب۔ ڈاکٹر ندیم احمد صاحب۔ ڈاکٹر عبدالمنان شیخ صاحب۔ مُحسن رضوی صاحب۔ کامران رشید صاحب۔ اسداللہ صاحب۔ عطاء القدوس صاحب۔ نسیم احمد ڈار صاحب۔ محمد اسد افضل صاحب۔ مُزمل اقبال صاحب۔ محمد سلام میر صاحب۔ منور احمد صاحب۔ نسیم احمد صاحب۔ مبارک احمد طاہر صاحب۔ عرفان احمد صاحب۔ ڈاکٹر ظہور احمد صاحب۔

بارکنگ اینڈ ڈیگنہم: اعجاز احمد گورایہ صاحب۔ راجا شاہد غالب صاحب۔ راجا غالب احمد صاحب۔ حنیف احمد سنوری صاحب۔ عامر عظیم صاحب۔ صباح الدین نجم صاحب۔ طاہر ممتاز صاحب۔ ایاز مسعود شیخ صاحب۔ نبی احمد چوہدری صاحب۔ شاہد احمد صاحب۔ عرفان احمد گورایا صاحب۔ مرزا مجیب احمد صاحب۔ مبارک احمد صاحب۔ مرزا مبشر صاحب۔

تعلیم پیپر نمبر 5 صاحب۔2014ء

ساؤتھ میڈ: عبدالقدیر کوکب صاحب۔ محمد صدیق بٹ صاحب۔ محمد سلمان بٹ صاحب۔ اعجاز احمد صاحب۔ میاں اخلاق احمد صاحب۔ محمود احمد ناصر بھٹی صاحب۔ مظفر احمد بٹ صاحب۔ میاں لقمان خان صاحب۔ محمد مکرم صاحب۔ محفوظ اللہ خان صاحب۔ منور احمد صاحب۔ منصور احمد چیمہ صاحب۔ محمود الحسن صاحب۔ عبدالوحید صاحب۔ ظفر بشیر صاحب۔ عبدالقدوس صاحب۔ بشارت علی صاحب۔ بدرالزمان زاہد صاحب۔ محمد عاصم صاحب۔ بشارت علی نعیم صاحب۔ مظفر احمد گھمن صاحب۔ صغیر احمد صاحب۔

ایک ضروری گزارش

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجلس انصاراللہ کا قیام 1940ء میں فرمایا تھا جبکہ برطانیہ میں اس کا قیام 1971ء میں عمل میں آیا تھا۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے برطانیہ میں اس وقت ایسے متعدد ایسے احباب موجود ہیں جو گزشتہ ادوار میں ذاتی طور پر مجلس انصاراللہ کے امور سے براہ راست منسلک رہ کر خدمت کی توفیق پاتے رہے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ ایسے تمام احباب اپنی یادداشت میں محفوظ تمام متعلقہ امور تحریری طور پر خاکسار کو بھجوا دیں۔ چونکہ یہ کام فوری نوعیت کا ہے اور آپ کی تحریری یادداشت کے بعد اس حوالہ سے مزید کارروائی بھی کی جانی ہے اس لئے درخواست ہے کہ آپ 15 مارچ 2015ء سے قبل یہ کام مکمل کر دیں۔ نیز یہ بھی درخواست ہے کہ براہ کرم، تمام ایسے اعزازات، سندات یا خلیفۂ وقت کے خطوط کی نقول بھی منسلک فرمائیں جن کا تعلق مجلس انصاراللہ برطانیہ کی کارگزاری سے ہو۔ اس حوالہ سے اگر مزید راہنمائی یا مدد کی ضرورت ہو تو خاکسار سے براہ راست یا مکرم محمود احمد ملک صاحب سے رابطہ فرمالیں: (فون نمبر 079-47408144)۔

نیز اگر آپ کے قرب و جوار میں ایسے افراد موجود ہوں جو اس حوالہ سے مددگار ثابت ہوسکیں تو براہ کرم اُن تک بھی میری یہ درخواست پہنچا دیں۔

چونکہ امسال جلسہ سالانہ برطانیہ سے قبل اس کتاب کی اشاعت کا پروگرام ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ نوٹس بنانے کا کام آج ہی سے شروع کر دیں تاکہ بروقت آپ کی یادداشتیں ہم تک پہنچ سکیں اور مرتب کی جانے والی تاریخ کا حصہ بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس اہم کام کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، ہماری مدد اور راہنمائی فرمائے اور آسانیاں پیدا فرمادے۔

(چودھری وسیم احمد۔ صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ)

جلیل القدر صحابی، ابتدائی واقف زندگی، یورپ میں پہلے مبلغ احمدیت، مجلس انصار اللہ کے صدر

حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ

(فرخ سلطان محمود)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی اور یورپ کے پہلے مبلغ احمدیت حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ 1887ء میں جوڑا کلاں ضلع قصور کے ایک بڑے زمیندار حضرت چودھری نظام الدین صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ دونوں کو 1899ء میں قادیان جاکر قبول احمدیت کی سعادت عطا ہوئی۔

حضرت چودھری صاحبؓ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں جوڑا ضلع قصور میں حاصل کی۔ 1900ء میں جب آپ پانچویں جماعت میں پڑھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کو تعلیم کے لئے قادیان بھیج دیا۔ اس کے بعد آپ نے دسویں جماعت تک وہیں تعلیم پائی۔ پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے B.A. اور علیگڑھ یونیورسٹی سے M.A. کی ڈگری حاصل کی۔

1906ء میں آپؓ انجمن تشحیذ الاذہان کے اعزازی ممبر بنے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چشمۂ معرفت میں آپؓ کا نام اُن احباب کی فہرست میں درج فرمایا ہے جنہوں نے ''گورو ہرسہائے کے قرآن کریم'' کی زیارت کی تھی۔

ابتدائی واقف زندگی

ابھی آپؓ F.A. میں زیر تعلیم تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے زندگی وقف کرنے کی تحریک پر لبیک کہنے کی توفیق پائی۔ حضرت اقدس کی خدمت میں بسلسلہ وقف پیش ہونے والی آپ کی درخواست دوسری تھی جس پر حضرت اقدسؑ نے اپنے دست مبارک سے ''منظور'' کا لفظ رقم فرمایا۔

آپؓ کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک نواسی محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی اور آپؓ کے ایک بیٹے محترم چودھری ناصر محمد سیال صاحب کا رشتہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی صاحبزادی محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ کے ساتھ قائم ہوا۔

یورپ کے پہلے مبلغ احمدیت

حضرت چودھری صاحبؓ جب ایم۔اے کرنے کے بعد قادیان آئے تو آپؓ کو جون 1913ء میں انگلستان جاکر بیرونی دنیا میں پہلا احمدیہ مشن قائم کرنے کی سعادت عطا ہوئی۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی بیرون ملک تبلیغی زندگی کا بھرپور آغاز اس وقت ہوا جب مکرم خواجہ کمال الدین صاحب نے (جو کہ لندن میں پہلے سے موجود تھے) تبلیغی مہم کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں ایک مبلغ بھجوانے کی درخواست کی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی اپیل پر چوہدری صاحب نے اس عظیم مہم کے لئے اپنا نام پیش فرمایا جسے حضورؓ نے شرفِ قبولیت بخشا۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب چوہدری فتح محمد سیال صاحب لندن تشریف لے کر گئے تو آپ نے ایک پمفلٹ بعنوان ''وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام'' چھپوا کر تقسیم کردیا۔ جب مکرم خواجہ صاحب کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے آپؓ سے کہا کہ تم نے یہ پمفلٹ کیوں شائع کیا؟ یہ تو تم نے غضب کردیا ہے۔ عیسائیوں کے ملک میں آکر جہاں پر اُن کی حکومت بھی ہے وہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنا کس قدر فتنہ کا باعث ہوگا کیونکہ عیسائیت کی بنیاد ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر چلے جانے پر ہے۔ یہ تو گویا تم نے عیسائیت کی جڑ پر ہی تبر رکھ دیا ہے۔ اُن کی تمام گفتگو سننے کے بعد چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ اگر مَیں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ہی ثابت نہیں کرنا تو پھر میرا لندن آنے کا مطلب ہی کیا ہے؟

لندن میں تبلیغ کے لئے حضرت چودھری صاحبؓ نے لیکچرز دینے کا طریق بھی اختیار فرمایا۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں ہائیڈ پارک لندن میں جاکر روزانہ تبلیغ کرتا تھا۔ ہائیڈ پارک لندن کا طریق کار یہ ہے کہ وہاں پر جو شخص بھی چاہے اپنی ایک میز رکھ لیتا ہے اور اُس میز پر کھڑے ہوکر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور لوگ خود بخود اردگرد آکر کھڑے ہوجاتے ہیں اور تقریر سنتے ہیں۔ یہاں پر تقریر کرنے والوں پر کوئی پابندی نہیں ہوتی جس کا جو دل چاہے کہے اور اپنا نکتہ نظر بیان کرے۔

اپریل 1918ء میں آپؓ واپس ہندوستان تشریف لائے۔ 1919ء میں دوبارہ لندن تشریف لے گئے اور مئی 1921ء تک وہاں مقیم رہے اور اس دوران حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق آپؓ نے 1920ء میں مسجد فضل لندن کے لئے ایک قطعہ زمین بھی خریدا۔

شدّھی تحریک کے کمانڈر انچیف

حضرت چودھری صاحبؓ نے انگلستان سے واپس آنے کے بعد شدّھی تحریک کے دوران ملکانہ کے علاقہ میں امیر المجاہدین کی حیثیت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ آپؓ میں دعوت الی اللہ کا خاص جوش پایا جاتا تھا۔

شدّھی تحریک کا پس منظر یوں ہے کہ راجپوت قوم کے مسلمان پنجاب اور راجپوتانہ کے تقریباً ہر حصہ میں پائے جاتے ہیں لیکن شدھی تحریک میں راجپوتانہ کے قریباً دو لاکھ مسلمانوں کو ٹارگٹ کرکے انہیں اسلام سے منحرف کرنے کی منظم کوشش کی گئی۔ 1923-1922ء میں دشمن اسلام نے ایک زبردست سازش کی اور ایک بہت بڑی قوم کو اسلام سے منحرف کرنے کے لئے بہت سی چالیں چلیں لیکن حضرت مصلح موعودؓ کی حکیمانہ کارروائی کے نتیجہ میں اُن کو منہ کی کھانی پڑی۔

اگرچہ حضورؓ راجپوتانہ میں احمدی مبلغوں کے لئے کام کرنے کے متعلق شب و روز کی محنت شاقہ سے جو سکیم تیار فرما رہے تھے وہ ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی۔ لیکن آپ نے موقع کی نزاکت اور اہمیت دیکھ کر 12/ مارچ کو بعد نماز فجر مبلغین کی فوری روانگی کے متعلق ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں فرمایا: ''میں نے جو ملکانہ قوم میں تبلیغ کی

تحریک کی تھی اس کے متعلق ستر کے قریب درخواستیں آ چکی ہیں اور ابھی آ رہی ہیں۔ آج رات میں نے آریہ اخباروں کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ بہت سرعت سے کام کر رہے ہیں اور جلد سے جلد وہ اس کام کو سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ میں نے جو اسکیم تیار کی ہے اس کو یکم اپریل سے جاری کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن اب اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ایک تو پہلے ہی ہم ایک مہینہ بعد میں کام کریں گے اور دوسرے ہمارے پاس ایسے آدمی بھی کوئی نہیں جو اس جگہ کی مقامی طرز تبلیغ سے واقف ہوں۔ اور جب تک مقامی تبلیغ کا طریق انسان کو نہ آتا ہو وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اس لئے مناسب خیال کیا کہ آج جبکہ چوہدری فتح محمد صاحب جا رہے ہیں کچھ لوگ آج ہی ان کے ساتھ روانہ ہو جائیں تا کہ وہ اس عرصہ میں وہاں کے حالات کے مطابق کام کرنا سیکھ لیں تا کہ بعد میں آنے والوں کو دقت پیش نہ آئے۔ سو جن دوستوں نے درخواستیں دی ہیں ان میں سے جو لوگ آج ہی تیار ہوں وہ مجھے ظہر سے پہلے پہلے اپنے نام دیدیں تا کہ میں انتخاب کر کے ظہر کے بعد ان کو روانہ کر سکوں"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذات بابرکت میں قدرت نے جہاں اور خوبیاں ودیعت کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ حضور کا ذہن وذکا، عقل ورسا پورے کمال پر تھا۔ میدان ارتداد میں آریہ جیسی زبردست قوم کا مقابلہ کرنا آسان کام نہیں تھا۔ اور پھر ایسی جماعت کے لئے جو تعداد اور دولت میں کہیں کم تھی۔ مگر حضورؓ نے اس عمدگی سے اور خوش اسلوبی سے مقابلہ کرنا شروع کیا کہ دنیا حیران رہ گئی۔ اس کے علاوہ لشکر مجاہدین کی کمان حضور نے ایسے شخص کے ہاتھ میں دی جو اس کام کا پورا اہل تھا، جس کا دماغ بحر تفکر میں گہرے غوطے لگا کر قیمتی موتی تلاش کرنے کا عادی تھا۔ یہ شخص بزرگ راجپوتوں کے شریف خاندان سیال سے تھا۔ چونکہ شدھی کا معاملہ بھی راجپوتوں کا تھا۔ اس لئے یہ فہیم انسان (چوہدری صاحب) اس معرکے کے لئے بالکل مناسب تھا۔ 1923ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت اقدس نے چوہدری صاحب کی تعریف کر کے کمانڈر انچیف کے خطاب سے نوازا جو آپ کے لئے باعثِ فخر تھا۔

چنانچہ حضرت چوہدری فتح محمد صاحبؓ سیال کی زیر نگرانی مجاہدین کا وفد میدان ارتداد کی طرف روانہ ہوا اور بمقام اچھنیرا ضلع آگرہ میں آن اترا۔

چوہدری صاحب نے اچھنیرا پہنچتے ہی جو حالات کا مطالعہ کیا تو بہت پیچیدہ نظر آئے۔ کیونکہ اوّل تو مسلمان آپس میں ہی جھگڑ رہے تھے۔ احمدیوں کے جانے سے ان کے ساتھ بھی الجھ گئے۔ کوئی کہتا تھا کہ ان کو محدود علاقے میں مقید کر دیا جائے۔ کوئی کہتا تھا کہ ان کو صرف ہندوؤں کی تبلیغ پر لگایا جائے۔ پھر کوئی کہتا تھا کہ ان کو علاقہ تقسیم کر کے ایسے مواضعات دیئے جائیں جہاں شدھی کا زیادہ زور ہو، تا کہ یہ لوگ گھبرا کر خود چلے جائیں لیکن میدان ارتداد کسی کی جائیداد تو نہ تھی یا کسی نے اس میدان کا اجارہ تو نہیں لے رکھا تھا۔ اس لئے نہ کوئی نکالا جاسکتا تھا نہ مقید کر سکتا تھا۔ البتہ معاملہ بہت پیچیدہ تھا۔ کیونکہ میدان جنگ تھا دشمن مقابلے پر تھا۔ مگر چوہدری صاحب نے نہایت ہمت سے کام لیا۔ اور اپنا مرکز آگرہ شہر میں قائم کر کے دو دو احمدیوں کو ادھر اُدھر مختلف اضلاع میں بھیج دیا کہ پہلے صحیح حالات کی رپورٹ تیار کر کے لاویں اور ان کو دس دن میں لوٹنے کی تاکید کی۔ دس دن تک ان مجاہدین نے متعدد اضلاع کو چھان مارا اور مکمل رپورٹیں پیش کر دیں۔ ادھر رپورٹیں آئیں ادھر آگرہ میں مجاہدین کا دوسرا وفد آ گیا تو چوہدری صاحب نے ہر ایک ضلع میں ایک ایک انسپکٹر مقرر کر کے ان کے تحت مجاہدین کو پھیلا دیا انسپکٹروں نے ان کو مناسب مقامات پر تعینات کر دیا۔ غرض مورچہ بندی ہوگئی اور مقابلہ شروع ہوا۔ احمدیہ جماعت نے ایک ہی سہ ماہی کے اندر اندر ایک صد مبلغ میدان میں اتار دیئے۔ چوہدری صاحب نے دانشمندی یہ کی کہ جہاں تک آریہ ابھی پہنچے نہیں تھے وہاں بھی پیش قدمی کر کے قبضہ کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سینکڑوں مواضعات اور ہزاروں ملکانہ لوگ ارتداد سے بچ گئے۔

مکرم غلام نبی صاحب نے آگرہ سے رپورٹ میں تحریر فرمایا: "کام بہت سرعت سے اور سرگرمی سے ہو رہا ہے اور آگرہ شہر میں ہماری تبلیغی کوششوں کا بفضل خدا خاص طور پر چرچا ہو رہا ہے۔ معززین شہر اور ملکانہ راجپوت جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور فتنہ ارتداد کے متعلق مشورہ کرتے اور مفید ہدایات لیتے ہیں۔" (الفضل 9 اپریل 1923ء صفحہ 6)

حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ بیان فرماتے ہیں: "آگرہ میں حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ ملکانہ کیمپ کے انچارج تھے۔ انہوں نے مجھے حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کے ساتھ ریاست بھرت پور بھیجا تا کہ مہاراجہ کے وزیر اعظم سے ملاقات کی جائے۔ ہندو وزیر اعظم نے بڑی عہد شکنی کی اور بے اعتنائی بھی...... آگرہ میں چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اور وہ روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے بہت تنگ تھے۔ مجھے انہوں نے قادیان بھیجا کہ میں اُن کی طرف سے عرض کروں کہ روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے بہت تکلیف ہے، حضور مزید رقم عنایت کریں۔ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ چوہدری صاحب پہلے روپے کا حساب دیں کہ کہاں کہاں خرچ ہوا پھر ہم مزید رقم دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور وہ تو سخت تنگ آئے ہوئے ہیں۔ حضور ضرور کچھ رقم عنایت فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم اس شرط پر ایک ہزار روپیہ دیتے ہیں کہ وہ پچھلا حساب دیں اور آپ جا کر اَور کوئی کام نہ کریں محض ان سے حساب لے کر پڑتال کریں اور ہمیں رپورٹ دیں۔ آج سے آپ ان کے ماتحت نہیں، براہ راست ہمارے ماتحت ہونگے اور ہمارے احکامات کی تعمیل کریں گے ورنہ یہ ایک ہزار روپیہ آپ سے لیا جائے گا۔ میں روپیہ لے کر آگرہ پہنچا اور چوہدری صاحب کو حضرت صاحب کا ارشاد سنایا اور حساب مانگا۔ انہوں نے مجھے کاغذاتِ حساب دیدئے۔ جو میں نے پڑتال کر کے حضرت کے حضور پیش کئے تو مشکل حل ہوئی۔ حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حضرت چوہدری صاحب موصوف کی رقم بیچ میں خرچ ہو چکی ہے جو چوہدری صاحب کو یاد نہیں رہی تھی۔ اور وہ رقم میں نے ان کو واپس دلائی جو ایک صد سے زیادہ تھی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی شب و روز دعاؤں سے چوہدری صاحب نے بہت کامیابی حاصل کی۔"

(اصحاب احمد جلد سوم مؤلفہ محترم ملک صلاح الدین صاحب)

دیگر اہم دینی وقومی خدمات

حضرت چودھری صاحبؓ کو 1924ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہمراہ تاریخی سفر یورپ پر جانے کا شرف بھی عطا ہوا۔

حضرت چوہدری صاحب مجلس انصاراللہ کے دو سال تک صدر اور چار سال تک قائد تبلیغ بھی رہے۔

1946ء میں آپؓ پنجاب اسمبلی کے رکن بھی منتخب ہوئے اور مذہب کی تخصیص کے بغیر مظلوموں کی مدد کرنے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

حضرت چوہدری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت بہادر دل عطا فرمایا ہوا تھا۔ 1947ء کے شروع میں ہی بعض جگہوں میں فسادات شروع ہو گئے تھے۔آپ نے اپنے علاقے میں دورے کر کے تمام مسلمانوں کو آگاہ کیا کہ حالات جلد جلد بدل رہے ہیں تم لوگ تیاری کرلو تا آخر وقت میں نقصان نہ اٹھاؤ۔ خطرناک سے خطرناک علاقہ میں جانے سے آپ دریغ نہ فرماتے تھے۔ آپؓ بہت بہادر تھے۔ جب ایک موقع پر آپؓ مسلمانوں کے ایسے قافلہ کے پاس پہنچے جس پر سکھوں نے حملہ کیا تھا تو آپؓ نے نہ صرف بعض شرپسندوں کا پیچھا کر کے ایک مسلمان لڑکی بازیاب کی بلکہ خود قافلہ کے ساتھ بٹالہ تک گئے اور اُنہیں کیمپ میں چھوڑ کر واپس آئے۔

پاکستان بن جانے کے بعد تک آپ کی یہ مہم جاری رہی اور آپ مسلمانوں کو نکال کر قادیان لاتے رہے تب ضلع کے افسروں نے مشورہ کیا کہ اس کا کچھ نہ کچھ بندوبست ہونا چاہئے۔ چنانچہ قادیان کے چوکی انچارج نے آپ کو بلوا لیا۔ لوگ یہی سمجھے کہ آپؓ کو کسی ضروری مشورہ کے لئے بلوایا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔

چوہدری صاحب 1947ء میں پنجاب اسمبلی ہندوستان کے MLA تھے اور وطن کی خدمت کماحقہ' فرما رہے تھے کہ 12 ستمبر 1947ء کو قتل کے جھوٹے الزام میں آپ کو گرفتار کرلیا گیا۔ آپؓ کے علاوہ مکرم عبدالعزیز صاحب بھامڑی، میجر شریف احمد صاحب باجوہ، حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، مکرم مولانا احمد خاں صاحب نسیم، مکرم چوہدری علی اکبر صاحب آف ماڑی بچیاں، بھی گرفتار کئے گئے۔ آپ کو ایک دو دن قادیان حوالات میں اور ایک دن بٹالہ میں رکھا اور پھر گورداسپور جیل میں رہے۔ پھر جالندھر جیل میں رکھا گیا۔ مکرم چوہدری صاحب ان قید ہونے والے احمدیوں کے امیر اور امام الصلوٰۃ بھی تھے اور نماز فجر کے بعد درس دیا کرتے تھے۔

حوالات کا کمرہ بہت چھوٹا سا تھا۔ نہ کوئی بستر اور نہ ہی کوئی اور چیز آرام کرنے کے لئے تھی۔ حالانکہ اُس وقت آپ پنجاب اسمبلی کے ممبر تھے۔ لیکن ایک عام قیدی اور آپ میں کوئی امتیاز نہ رکھا گیا تھا۔ آپ کو تین دن تک اُسی حوالات میں رکھا گیا تھا۔ اس دوران آپؓ بڑے مطمئن اور پُرسکون ہوتے۔ گھر بار کی نہ جائیداد کی نہ بیوی بچوں کی فکر نہ کوئی گھبراہٹ نہ کوئی اضطراب!

حضرت چودھری صاحبؓ بڑے متوکل اور بہت باحوصلہ انسان تھے۔ تین دن بعد جب قادیان سے گورداسپور جیل میں منتقل کیا گیا تو انچارج نے کہا! فتح محمد کو کیوں لے آئے ہو، اس کو تو مار کر کسی نہر میں پھینک دینا تھا۔ تو آپؓ نے ایس پی کو جواباً کہا: ''تمہارے بندے مجھے نہیں مار سکتے، جب خدا تعالیٰ چاہے گا میں تب ہی مر سکتا ہوں''۔ پھر جیل کے حکام نے یہ منصوبہ بنایا کہ آپ کو جیل میں ہی قتل کروا دیا جائے۔ وہ کچھ سکھ قیدیوں کے ذریعے یہ کام کروانا چاہتے تھے مگر دیگر سکھ قیدیوں کو جب اس منصوبہ کا پتہ چلا تو انہوں نے برملا کہا کہ اگر کسی نے کوئی ایسی حرکت کی تو ایسا فساد کریں گے کہ یہیں ایک اَور پاکستان بنا دیں گے۔

جیل میں دعوت الی اللہ

محترم مولوی احمد خان نسیم صاحب فرماتے ہیں: جیل میں قیام کے دوران اٹھاون (58) افراد احمدی ہوئے اور اس کام کے مکرم چوہدری صاحب موصوف روح رواں تھے۔ جب کسی کو تبلیغ شروع فرماتے تو ہم سب کو اکٹھا کر کے فرماتے کہ میں فلاں آدمی کو تبلیغ کرنے لگا ہوں۔ تم سب مل کر اس کے لئے دعا کرو۔ میں بھی دعا کر رہا ہوں۔

بٹالہ کے ایک دوست جیل میں تھے۔ انہوں نے چوہدری صاحب سے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ اس قدر مطمئن کس طرح ہیں۔ آپ پر اس قید اور مصیبت کا ذرا بھی اثر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی دفعہ بشارت دی ہے کہ تم بخیر وعافیت جیل سے رہا ہو کر چلے جاؤ گے۔ کہ اب مجھے یہ دعا کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں اب مزید اپنی رہائی کی دعا کروں۔ اُس نے کہا آپ میری رہائی کے لئے بھی دعا فرما دیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں آپ کیلئے دعا کروں۔ اگر آپ احمدی ہو جائیں تو آپ کے لئے دعا کروں گا۔ اس دوست نے فرمایا کہ جس طرح آپ کو خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آپ رہا ہو جائیں گے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی کوئی ایسا اطمینان بخش نظارہ دکھا دے تا میں بھی مطمئن ہو جاؤں۔ آپ نے یہ وعدہ فرما لیا کہ میں یہ دعا کروں گا۔ چنانچہ چند دن کے بعد ہی اس دوست نے بھی ایک واضح رؤیا دیکھی۔ جس میں اس نے دیکھا کہ ہم پاکستان چلے گئے ہیں اور جیل کے دروازے کھل گئے ہیں اور ہم کو اپنے اپنے رشتہ دار لینے کے لئے آئے ہوئے ہیں اور مٹھائیاں تقسیم ہو رہی ہیں وغیرہ۔ اس کے بعد وہ دوست بھی جماعت میں شامل ہو گئے۔ یہ دوست غلام محمد صاحب عرف گاماں پہلوان صاحب شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔

ایک دفعہ ایک آدمی کے متعلق ہم سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ وہ چونکہ ہر موقعہ پر کوئی نہ کوئی شرارت ہمارے خلاف کرتا ہے اس لئے اس کو چھوڑ دو اس کو کوئی بھی منہ نہ لگائے۔ مکرم چوہدری صاحب نے ہم سے فرمایا: ''نہیں بلکہ ایک کام تم سب اپنے ذمہ لے لو۔ تم دعا کرو اور میں اس کو تبلیغ کرتا ہوں یا تم اس کو تبلیغ کرو میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں اس طرح اس کو چھوڑنا مناسب نہیں، اس پر اتمام حجت کر کے چھوڑو''۔

عصر کی نماز کے بعد ہمیں جیل میں کچھ وقت ٹہلنے کے لئے مل جاتا۔ ایک مرتبہ میں اور برادرم مکرم میجر شریف احمد صاحب دونوں مل کر ٹہل رہے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ چوہدری صاحب محترم چند قیدیوں کے ایک ٹولہ کے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں جیل کے اندر تیس چالیس افراد خارش کی وجہ سے بیمار تھے۔ ان کو ایک علیحدہ بیرک میں رکھا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ کسی کے ملنے کی اجازت نہ تھی۔ تاکہ یہ متعدی بیماری دوسرے قیدیوں میں نہ پھیل جائے۔ باجوہ صاحب نے جب چوہدری صاحب کو ان میں بیٹھا ہوا دیکھا تو مجھے فرمانے لگے۔ ''چوہدری صاحب کیا غضب کر رہے ہیں کہ ان متعدی بیماری والوں کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ان کو روکنا چاہئے''۔ جب چوہدری صاحب وہاں سے اٹھ کر واپس تشریف لائے تو ہم نے چوہدری صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ خارش کی وجہ سے بیمار ہیں آپ وہاں نہ جایا کریں۔ چوہدری صاحب نے فرمایا: ''میں نے سوچا یہ لوگ بہت تکلیف

میں ہیں۔ ان بیماروں کو کوئی بھی اپنے پاس نہیں آنے دیتا۔ ایسے وقت میں آدمی کا دل نرم ہوتا ہے۔ میں ان کے پاس گیا تھا۔ تا میں اس سے فائدہ اٹھا کر ان کو تبلیغ کروں ممکن ہے کہ کسی کا دل احمدیت کی طرف مائل ہو جائے اور ہمیں مسکرا کر فرمانے لگے میں تو اس نیت سے ان کے پاس جا بیٹھا تھا کہ ممکن ہے کوئی مسیح پاک پر ایمان لے آئے تو کیا اللہ تعالیٰ مجھے اس بیماری میں مبتلا کر دے گا؟ بے فکر رہیں"۔

شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل رقمطراز ہیں: ہمارے ان معززین نے جیل میں دوسرے مسلمانوں کی تربیت کا بہت خیال رکھا ان کے نیک نمونہ کو دیکھ کر بہت سے غیر احمدی مسلمانوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ان کو چوہدری صاحب نے اپنی ایک رؤیا بتائی کہ "آموں کے موسم میں وہ رہا ہو جائیں گے"۔ تو غیر احمدی مسلمانوں پر خاص اثر ہوا یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی کہ کس طرح ایک شخص اپنی خواب کی بنا پر یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ فلاں موسم میں رہا کر دیئے جائیں گے حالانکہ حالات نہایت ہی خطرناک تھے اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ تمام قیدیوں کو اذیتیں دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ مگر جب اس خواب کے مطابق سارے قیدی رہا کر دیئے گئے تو ان میں سے 54 اصحاب نے بیعت کر لی۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب قیدیوں کا تبادلہ دونوں حکومتوں نے منظور کیا تو اس کے لئے کئی تاریخیں مقرر ہوئیں مگر جب تک آموں کا موسم نہ آیا وہ تاریخیں تبدیل ہوتی رہیں۔ آخر 7/اپریل 1948ء کو آٹھ بجے شب بذریعہ ٹرین جالندھر سے دوسرے زیرِ حراست قیدیوں کے ساتھ ہمارے معزز افراد بھی لاہور پہنچ گئے۔

(تاریخ احمدیت لاہور صفحہ 545-544)

حضرت چودھری صاحبؓ رہا ہوتے ہی مغربی پنجاب اسمبلی کے سیشن میں شریک ہونے کیلئے تشریف لے گئے۔ پھر آپ رتن باغ میں حضرت اماں جان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعد میں نماز جمعہ میں شریک ہوئے۔ یوں چوہدری صاحب ایک زبردست امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد اور بہت سی پیاسی روحوں کو احمدیت کے نور سے منور کرنے کے بعد پھر ایک نئے ملک میں نئے عزم کے ساتھ مصروف کار ہو گئے۔ (الفضل 10/اپریل 1948ء)

مومنانہ جرأت کا ایک انداز

مکرم چودھری حمید نصر اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1953ء میں جب احمدیوں کے خلاف فسادات ہو رہے تھے تو حضرت چودھری صاحب کسی ضروری کام سے بس کے ذریعہ ماڈل ٹاؤن سے لاہور شہر جا رہے تھے۔ کچھ ہی فاصلہ طے ہوا تھا کہ ایک جلوس سامنے سے آ گیا۔ جلوس والوں نے بس کھڑی کروالی اور کہا کہ بس میں جو بھی مرزائی ہے وہ اُٹھ کر باہر آ جائے، ہم نے اُس کو قتل کر دینا ہے۔ آپؓ اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور بس سے باہر نکل کر اُس ہجوم سے یوں گویا ہوئے کہ:

آپ لوگوں کی زندگیاں صرف وصرف دنیا کے لئے ہیں۔ آپ لوگ صبح اُٹھتے ہیں اور منہ پر چند چھینٹے پانی کے مارے اور بغیر اللہ تعالیٰ کا نام لئے چل پڑے۔ سارا دن دنیا کے غلط سلط دھندوں میں مگن رہے اور شام کو اپنے آرام دہ گھروں میں بستروں میں خدا تعالیٰ کو یاد کئے بغیر دبک کر سو رہے۔ مگر میری زندگی صرف وصرف اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے میں گزری ہے اور گزر رہی ہے اگر تم مجھے مارنا چاہتے ہو تو مار دیکھو؟ میں اس زمانہ کا سرمد ہوں جیسے صوفی سرمد کو لوگوں نے بے گناہ قتل کر دیا تھا اور اسی وجہ سے مغلیہ خاندان کی بادشاہی کا دور ختم ہو گیا اور مسلمان سو سال تک کافروں کی غلامی میں آ گئے آج تم ابھی مجھے قتل کر دو گے تو تم پھر سو سال تک غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ اگر تم پھر سے غلامی میں رہنا چاہتے ہو تو آؤ مجھے قتل کر دو۔

آپ کا یہ پُر شوکت بیان سن کر بپھرا ہوا ہجوم پیچھے ہٹ گیا اور آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے امن کی راہیں کھول دیں۔

خدمات کا ایک جائزہ اور وفات

حضرت چوہدری صاحبؓ اعلیٰ تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1913ء تا 1916ء تک لندن مشن کے انچارج رہے۔ پھر قادیان جا کر 1917ء تا 1919ء افسر صیغہ اشاعت اسلام رہے۔ 1919ء میں دوبارہ لندن بھجوائے گئے اور جولائی 1921ء تک لندن مشن کے امیر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ قادیان واپس جانے کے بعد 1922ء میں آپ ناظر تالیف و اشاعت مقرر ہوئے۔ 1923ء تا 1924ء تک امیر وفد المجاہدین قادیان برائے کارزار شدھی مقرر ہوئے۔ جولائی 1924ء میں آپؓ سیکرٹری تبلیغ کے طور پر حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ لندن گئے۔ دسمبر 1924ء سے 1950ء تک ناظر دعوت و تبلیغ رہے۔ اسی دوران فروری 1937ء میں چوہدری صاحب نے نظارت اعلیٰ کا چارج لیا۔ 32-1931ء میں ناظر تعلیم و تربیت کے طور پر کام کیا۔ اکتوبر 1950ء میں ریٹائر ہوئے اور پھر 1954ء سے 28/فروری 1960ء تک ناظر اصلاح و ارشاد کے عہدہ پر فائز رہے یہاں تک کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت چودھری صاحبؓ 28/فروری 1960ء کو دفتر نظارت اصلاح و ارشاد میں ہی خدمت بجالاتے ہوئے حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ اُسی روز حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔

آپؓ کی وفات پر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی شاندار الفاظ میں آپؓ کی خدمات کو سراہا۔

سیرت کے چند پہلو

حضرت چودھری صاحبؓ ظاہری تکلفات سے عاری ہونے کی وجہ سے انتہائی محبوب اور مقبول تھے۔ آپؓ میں بدظنی کا مادہ بالکل نہیں تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ آ کر مجھے دھوکہ دے جاتے ہیں، میرا خیال اس طرف جاتا ہی نہیں کہ یہ شخص غلط بیانی بھی کر سکتا ہے۔

آپؓ میں غیرت وحمیت کا مادہ اتم طور پر پایا جاتا تھا۔ جب گرفتاری کے دوران ایک افسر نے آپؓ سے کہا کہ اگر آپؓ ایک درخواست لکھ دیں تو آپؓ کو جیل میں اے کلاس دے دی جائے گی تو آپؓ نے فرمایا کہ جس حکومت کو خود خیال نہیں اُس کے آگے میں درخواست کرنا اپنی غیرت کے خلاف سمجھتا ہوں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت چودھری صاحبؓ کی دعوت الی اللہ کا جوش بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "بڑے مجاہد، نڈر اور بہادر مربی ہونے کے علاوہ تہجد گزار، نوافل کے پابند اور دعاؤں میں بہت شغف رکھنے والے بزرگ تھے۔ صاحبِ کشف ورؤیا بھی تھے"۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنے پیغام میں جماعت کے نوجوانوں کو یوں توجہ دلائی کہ:" میرا دل ہر لحظہ اور ہر آن اس فکر و غم کا شکار ہو رہا ہے کہ چودھری صاحب کی موت کو تو ہم بالآخر رو رو کر بھلا دیں گے مگر اس خلا کو کس طرح پورا کیا جائے ان کے بعد دعوت الی اللہ کے میدان میں اس وقت ملک کے اندر بظاہر اس دھن اور لگن کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا جو خدا کے فضل سے چودھری صاحب کو جنون کی حد تک حاصل تھا۔ ...... پس میں جماعت کے نوجوانوں کی خدمت میں بڑے درد مند دل کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داری کو پہچانیں اور اپنے اندر اشاعت اسلام کا جذبہ پیدا کریں جسے دنیا جنون قرار دیتی ہے مگر خدا کی نظر میں اس سے بڑھ کر کوئی فرزانگی نہیں"۔

اردو کلاس میں ذکر خیر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک اردو کلاس میں حضرت چودھری صاحبؓ کا نہایت محبت بھرے الفاظ میں تفصیلی ذکر خیر فرمایا تھا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ جس جگہ ہم بیٹھے ہوئے ہیں (یعنی مسجد فضل لندن کا احاطہ) اس کی خرید میں ان کی کوششوں کا دخل تھا۔

حضورؒ نے فرمایا کہ اُن کو شوگر کی تکلیف تھی اور پرہیز کے قائل نہیں تھے۔ انہوں نے اپنے نسخے بنائے ہوئے تھے، اس میں اچھا میٹھا ڈال کے کھایا کرتے تھے مگر ویسے بڑی سخت جفاکش زندگی تھی۔ بہت قابل انسان مگر سادہ مزاج تھے۔...... امرودوں کا انہیں بہت شوق تھا چنانچہ جب مسجد کے لئے جگہ دیکھی۔ یہ باغ تھا تو حضرت مصلح موعودؓ نے وہاں سے وارننگ بھیج دی کہ سارے درخت کٹوا کے امرود نہ لگوا لینا۔ اُن کا خیال تھا کہ یہ جگہ لندن سے بہت دور ہے تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں لندن اس کی طرف آجائے گا۔ چنانچہ لندن اس طرف بڑھا اور بہترین علاقے یہاں کے لندن کے ہو گئے۔

حضورؒ نے فرمایا کہ ملکانہ کے علاقہ میں جب تحریک شدھی چلی تو حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت چودھری صاحبؓ کو اس تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے امیر بنایا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کایا پلٹ گئی۔ اس پر فساد کے خیال سے صلح کروانے کی کارروائی شروع ہوئی اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے نمائندوں کو حکومت نے دلی بلایا، احمدیوں کو جان کے نہیں بلایا۔ جب ہندوؤں نے دیکھا کہ کانفرنس میں احمدی ہیں ہی نہیں تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں سے تو ہم ڈرتے ہی نہیں، جن سے ہم ڈرتے ہیں وہ تو ہیں ہی نہیں یہاں۔ جب تک وہ صلح نہیں کریں گے ہماری صلح ہو ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ پھر تار دے کر قادیان سے احمدی نمائندہ بلوایا گیا۔

حضورؒ نے مزید فرمایا کہ حضرت چودھری صاحبؓ پنجاب اسمبلی کے احمدی ممبر تھے۔ اتنی سادہ طبیعت تھی کہ اپنے بیٹے کی شلوار پہن کے اسمبلی ہال میں چلے گئے جو گھٹنوں تک آتی تھی۔ پہریداروں نے باہر روک لیا۔ چنانچہ وہاں کھڑے رہے۔ اتنے میں کوئی بڑا معزز زمیندار گزرا۔ اس نے چودھری صاحب کو دیکھتے ہی جھک کے سلام کیا۔ تب پہریدار نے بھی سیلوٹ کیا۔ ...... ہر وقت منصوبہ بندی کرتے رہتے تھے، کوئی فلسفہ سوچوں میں رہتا تھا اور ارد گرد نظر ہی نہیں ہوتی تھی۔ ان کی بیٹی کی شادی ہوئی اور شادی کے بعد وہ پہلی دفعہ ملنے آئی۔ بڑی خوشی سے ملے اور کہا بہت اچھی دلہن ہو، یہ تو بتاؤ تم کس کی بیٹی ہو۔ اُس نے کہا ابا جان آپ کی بیٹی ہوں۔ کہنے، بیوقوف پہلے کیوں نہیں بتایا۔

حضور رحمہ اللہ نے یہ بھی سنایا کہ لندن کے لئے ایک دفعہ جب روانہ ہوئے تو ایک پوٹلی میں سارے پیسے اور پاسپورٹ وغیرہ ڈال کر بٹالہ اسٹیشن پر ہی بھول گئے۔ خدا نے فضل کیا اور کسی کو پتہ لگ گیا تو پیچھے پیچھے ان کی پوٹلی پہنچی۔

حضور رحمہ اللہ نے حضرت چودھری صاحبؓ کے ساتھ اپنے تبلیغی سفر کے بعض واقعات بھی سنائے کہ کس طرح سارا دن بھوکے پیاسے سفر کرتے رہے اور باغیرت اتنے تھے کہ کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ انداز سادہ تھا لیکن بات میں بڑا وزن ہوتا تھا چنانچہ جہاں جاتے خدا کے فضل سے بڑی بیعتیں ہوتی تھیں۔



بقیہ: تعارف کتاب از صفحہ 20

مراحل سے گزر کر علمی طبقۂ فکر سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں جبکہ چند مزید کتب بھی تیاری کے مراحل میں ہیں۔ آپ کے بے شمار علمی و تحقیقی مضامین مختلف بلند پایہ جرائد کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ نیز دنیاوی طور پر اعلیٰ سطحی کانفرنسوں کے علاوہ مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ سمیت متعدد اجتماعات میں کی جانے والی آپ کی تقاریر سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نہایت نپی تلی، منطقی اور تمام تر پہلوؤں کا احاطہ کرنے والی مؤثر گفتگو کرنا آپ کا خاصہ ہے جو دراصل آپ کے مثبت اندازِ فکر کی ہی عکاس ہے۔ شفقت و نرم گفتاری کا جو پہلو آپ کی شخصیت کا حصہ ہے اُس کا عکس آپ کے حُسنِ خطابت اور قوتِ تحریر میں بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ آپ کو اپنا مافی الضمیر ادا کرنے کے لئے اردو اور انگریزی زبان پر یکساں قدرت حاصل ہے۔

اگرچہ محترم ڈاکٹر صاحب کی دنیاوی مصروفیات گوناگوں ہیں اور ان کا اندازہ اُن مراتب اور شاندار اعزازات سے کیا جاسکتا ہے جن سے مختلف سطحوں پر آپ کو نوازا جاتا رہا ہے۔ تاہم اس کے باوجود آپ کی علمی اور عملی دینی خدمات کو دیکھتے ہوئے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ دراصل آپ ایک حقیقی واقف زندگی کی طرح سے ہی اپنے شب و روز بسر کر رہے ہیں اور اس پہلو سے آپ کی کاوشیں قابل تحسین ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو اعزازی مبلغ کے خطاب سے نوازا تھا اور آپ کی اُس مساعی کو نہایت پیارے الفاظ میں قبولیت کی سند بخشی تھی جس کے نتیجہ میں متعدد ممالک خصوصاً مشرق بعید کے جزائر میں احمدیت کا پیغام پہنچنے کی صورت پیدا ہوئی تھی۔ کئی ممالک میں خلیفۂ وقت کے نمائندہ کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق بھی آپ کو مل چکی ہے۔

خلیفۂ وقت کی مثالی اطاعت کرتے ہوئے (کسی صلہ کی پرواہ اور تحسین کی تمنا کئے بغیر) نہایت انکساری سے خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کرتے چلے جانا محترم ڈاکٹر ایاز صاحب کا شیوہ ہے۔ آپ کی خدمات کے حوالہ سے کہی جانے والی جناب عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک طویل نظم کا پہلا بند کچھ یوں ہے کہ:

ڈاکٹر ایاز ، امن و محبت کا اِک چراغ
وہ گفتگو کریں تو طبیعت ہو باغ باغ
قدرت نے اعلیٰ بخشا ہوا ہے انہیں دماغ
وہ صاحبِ قلم ہیں ، مقرر کمال ہیں
وہ عجز و انکسار کی اعلیٰ مثال ہیں

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو شرف قبولیت عطا فرماتا چلا جائے۔



تعارف کتاب

(تبصرہ: عبادہ عبداللطیف)

واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات ونصرت کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

انسان اپنی ذات میں جس قدر بھی بلند وبانگ دعوے کرلے وہ تب بھی اُس قادر ومقتدر ہستی کا محتاج ہے جس کی اجازت کے بغیر کسی انسان کی جسمانی بالیدگی یا ذہنی نشوونما اپنے نفسی نقطۂ عروج تک پہنچنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔ پھر یہ اُسی احکم الحاکمین کے فیصلے ہیں کہ اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے والوں کواُن کی نیتوں کے مطابق اجر عطا کئے جاتے ہیں اور دنیا کی نظروں میں بظاہر نہایت کمتر اور حقیر نظر آنے والے وجود بھی اشرف المخلوقات میں ممتاز و نامور دکھائی دینے لگتے ہیں۔ آج ہمارے پیش نظر ایک ایسی ہی کتاب ہے جس میں اُن افراد کے ساتھ ربّ کریم کے حسن واحسان کا ایک خاص سلوک دکھائی دیتا ہے جنہوں نے اُس کے دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں پیش کرنے کی سعادت پائی اور پھر اُن کے ہر سانس نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے اپنے آقا ومولا کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے جو عہد کیا تھا، مقدور بھر مساعی کے ذریعے اپنے عہد کو پورا کرنے کی توفیق بھی پائی ہے۔ اُن کی مساعیٔ جمیلہ جہاں اپنے ربّ اور اُس کے پیاروں سے عشق اور اُس کے دین سے سچی محبت کی عکاس ہے وہاں سوز وگداز سے لبریز اور گریہ وزاری سے لبالب اُن نیم شبینہ دعاؤں کی بھی آئینہ دار ہے جن سے اُن کی روح کو آستانۂ الوہیت پر پگھلتے چلے جانے سے مَن کی وہ شکتی عطا ہوئی کہ وہ اپنی ذات میں ایسے روشن چراغ کی مانند اپنے معاشرہ میں پہچانے جانے لگے جنہیں دیکھ کر سینکڑوں اور ہزاروں کو صراط مستقیم پر چلنا نصیب ہوا۔

پس واقفین زندگی ...... ایسے مخلصین کا لقب ہے جو حقیقی زندگی کے اسرار ورموز سے ایسے واقف ہوئے کہ گویا خدمت میں جس قدر بھی ترقی کی غالب کا یہ شعر اُسی قدر اُن کی ذات سے وابستہ نظر آنے لگا کہ:

جان دی ، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

امرِ واقعہ یہی ہے کہ ایسے وجود ہی کسی قوم کا وقار اور قومی زندگی کی ضمانت ہوا کرتے ہیں۔

جس قوم میں شہادت کا عزم ایک دولت متصوّر ہو اور زندگیاں وقف کرنے کی تڑپ کو نعمت عظمیٰ قرار دیا جائے، ایسی عظیم الشان قوم کو مٹانے کا زُعم لے کر اگر کوئی بدبخت سوچ کبھی اُٹھنا بھی چاہے گی تو محض چند ناکامیوں اور نامرادیوں کے سوا اُس کے ہاتھ کچھ بھی نہ آسکے گا۔

جو لوگ اپنی عزیز ترین زندگی کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں وہ خود بھی جانتے ہیں اور اُن کے قرب وجوار میں رہ کر مشاہدہ کرنے والے بھی اس امر سے واقف ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اُن وجودوں کی خاطر ایسے خارق عادت معجزات اور نشانات ظاہر کرتا ہے جس کے نتیجہ میں نہ صرف اُن مجاہدین کے دل امتنان وشکر اور حمد کے جذبات سے مغلوب نظر آتے ہیں بلکہ اُن کی نسلیں بھی ظہورِ معجزات سے مسرور دکھائی دیتی ہیں۔ محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب نے اپنی کتاب میں ایسے ہی ہزاروں فدائیانِ احمد میں سے چند ایک کی زندگیوں کے بعض روشن پہلوؤں کو پیش کرنے کی نہایت کامیاب کوشش کی ہے۔ یہ چند ایسے سرفروشوں کی داستانیں ہیں جنہوں نے اپنی تمام تر ہمت واستعداد کے ذریعے دعوت الی اللہ کی مہم میں ایسی سعی مشکور سرانجام دینے کی توفیق پائی جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے اُن کی زبان وبیان میں وہ برکت رکھ دی کہ اُن کی زبان سے اداشدہ الفاظ ہی نہیں بلکہ اُن کے قلب صافی میں موجزن پاکیزہ خواہشات بھی دربار الٰہی میں قبولیت کا شرف پانے لگیں اور روح القدس کے ذریعے ظہور میں آنے والی تائید کے نظاروں پر ایک دنیا گواہ ٹھہرائی گئی۔

"واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات ونصرت کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ" A5 بڑے سائز کے 760 صفحات پر مشتمل یہ مجلّد کتاب ظاہری طور پر بھی خوبصورتی کا مرقّع ہے۔ کتابت (ٹائپنگ) وطباعت نہایت عمدہ ہے۔ کتاب کے آغاز میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی پاکیزہ ہستیوں کی زندگیوں میں پیش آنے والے بے شمار غیر معمولی معجزات میں سے چند ایک کا ذکر ہے۔ پھر بعض بزرگانِ امت اور خلفاء عظام کی زندگیوں کے بعض ایمان افروز پہلوؤں کا بیان ہے۔ اس کے بعد قریباً 70 واقفین زندگی کے سینکڑوں ایسے واقعات شاملِ کتاب ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان واقفین زندگی کے ساتھ اس عارضی دنیا میں احسان و اکرام کا کس قدر سلوک روا رکھا اور اُس کے فضل سے ہی امید ہے کہ وہ ان وفاداروں کو اپنی رضا کی اُن جنتوں کا بھی وارث بنائے گا جن کے ثمرات اِسی دنیا میں ظاہر ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ ان واقفین زندگی میں چند صحابہ کرام بھی شامل ہیں اور بہت سے ایسے فدائی وجود بھی جن کا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، نشست وبرخواست ...... غرضیکہ ہر قول و فعل اور حرکت وسکون محض اپنے ربّ رحمٰن کی رضا کے حصول کے لئے وقف ہوچکا تھا۔ کتاب میں شامل بہت سی تصاویر سے بعض فرشتہ سیرت وجودوں کی ظاہری پاکیزگی کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے جن کے زندگی کے دلکش پہلوؤں کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری کا دل خدا تعالیٰ کی محبت کا اسیر ہوئے بناء نہیں رہ سکتا۔ پس اس کتاب کا مطالعہ تعلق باللہ کے حوالہ سے بھی نہایت مفید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس کتاب کے تراجم بعض دیگر زبانوں (مثلاً عربی، انگریزی اور فرانسیسی) میں بھی کئے جارہے ہیں۔

اس کتاب کی تالیف کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کی ایک پہلی تصنیف "وقف زندگی کی برکات" کے موضوع پر طبع ہوکر احباب جماعت سے سند قبولیت حاصل کرچکی ہے۔ اُس کتاب کی اشاعت کے بعد خاکسار نے نہ صرف خود اسے پڑھا تھا بلکہ اپنے بعض دوستوں کو بھی برائے مطالعہ پیش کی تھی۔ تب ایک عزیز نوجوان نے مجھے بتایا کہ کتاب پڑھ کر وہ خود بھی زندگی وقف کرنے کا اپنا ارادہ پختہ کرچکا ہے۔ اُس کتاب میں واقفین زندگی کے ایمان افروز واقعات کے حوالہ سے بھی ایک باب شامل ہے۔ اور دراصل اِس دوسری کتاب کی داغ بیل اُسی باب کی مرہون منت ہے۔ اور امر واقعہ یہی ہے اِس کتاب نے دنیائے احمدیت کے ادبی ذخیرہ میں نہایت گرانقدر اضافہ کیا ہے۔ اور اِس امر میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اس میں شامل مواد، اس کی ترتیب اور پیشکش کی جس قدر بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ ایسی ایمان افروز داستانیں آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی روشنی کا ایک مینار ثابت ہوں گی اور اس کتاب کے مؤلف کے لئے کی جانے والی دعاؤں کے اَنمول ذخیرہ میں قیامت تک اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب ایک علم دوست شخصیت ہیں اور اب تک آپ کی 5 ضخیم کتب طباعت کے

(باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں)

واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات و نصرت کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

(انتخاب: ناصر محمود پاشا)

واقفین زندگی کے ایمان افروز واقعات کے حوالہ سے محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کی کتاب میں شامل اُس باب سے انتخاب پیش ہے جس میں خلفاء عظام کی پاکیزہ زندگیوں سے روح پرور واقعات شامل ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خلفاء کرام کی قوّت قدسیہ کے طفیل خلافتِ احمدیہ کے غلاموں کے حق میں قبولیتِ دعا کے اعجازی واقعات اور افضالِ خداوندی کا نہایت غیر معمولی حالات میں نزول ہمہ وقت جاری و ساری ہے جس کی گواہی ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے اپنے اور غیر دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ باب ایسے ہی ایمان افروز واقعات کا ایک خوبصورت گلدستہ ہے اور اس گلدستہ میں سے چند خوش رنگ، خوشبودار اور سدا بہار پھول قارئین کی نذر ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کا تعلق ارادت 1884ء سے قائم ہوا جو روز بروز بڑھتا چلا گیا اور 23/مارچ 1889ء کو سب سے پہلے آپؓ نے ہی لدھیانہ میں شرف بیعت حاصل کیا۔ اس کے بعد تو فدائیت کا یہ عالم رہا کہ حضور علیہ السلام کے وصال پر آپؓ کو بالاتفاق خلیفۃ المسیح منتخب کیا گیا اور نہایت کامیابی اور کامرانی کے ساتھ اپنا چھ سالہ دورِ خلافت پورا کر کے 13/مارچ 1914ء کو آپؓ نے وفات پائی۔

☆ حضورؓ کی کتاب "فتح اسلام" ابھی آپؓ کی خدمت میں نہیں پہنچی تھی کہ کسی مخالف کے پاس پہنچ گئی اور اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب مَیں حکیم نورالدین کو مرزا صاحب سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ آپؓ سے کہنے لگا کہ کیا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے؟ آپؓ نے فرمایا: نہیں۔ اُس نے کہا کہ اگر کوئی نبوّت کا دعویٰ کرے تو پھر!۔ آپؓ نے فرمایا تو پھر ہم دیکھیں گے کہ وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کرلیں گے۔ آپؓ کا جواب سن کر وہ بولا: واہ مولوی صاحب! آپ قابو ہی نہ آئے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں میاں خدابخش صاحب اور میاں غلام رسول صاحب پٹواری نے لکھا کہ چونکہ آپ کے تقویٰ وطہارت پر ہم کو پورا یقین ہے اس لئے اگر آپ حلفیہ اپنی دستخطی یہ تحریر کر کے بھیج دیں کہ مرزا صاحب موصوف وہی مہدی و مسیح موعود ہیں جن کی بابت ہمارے نبی آخرالزمان جناب رسول مقبول ﷺ نے پیشگوئی فرمائی ہے اور بے شمار احادیث میں جن کا ذکر ہے تو ہم محض اسی بنا پر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوجاویں گے......

آپؓ نے جواب میں لکھا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر یہ چند حروف لکھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد پسر مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان ضلع گورداسپور اپنے دعویٰ مسیح و مہدی و مجددیت میں میرے نزدیک سچا تھا۔ اس کے دعاوی کی تکذیب میں کوئی آیت قرآنیہ اور کوئی صحیح حدیث کسی کتاب میں نہیں دیکھی۔

☆ حضورؓ بیان فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ مہاراجہ کشمیر نے مجھ سے کہا کہ کیوں مولوی جی! تم ہم کو کہتے ہو کہ تم سُور کھاتے ہو۔ اس لئے بے جا حملہ کر بیٹھتے ہو۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ انگریز بھی سُور کھاتے ہیں وہ کیوں اس طرح ناعاقبت اندیشی سے حملہ نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ وہ ساتھ ہی گائے کا گوشت بھی کھاتے رہتے ہیں۔ اس سے اصلاح ہوجاتی ہے۔ سن کر خاموش ہی ہوگئے اور پھر دو برس تک مجھ سے کوئی مذہبی مباحثہ نہیں کیا۔"

☆ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ کشمیر میں ایک بوڑھے آدمی تھے۔ انہوں نے بہت علوم وفنون کی حدود یعنی تعریفیں یاد کر رکھی تھیں۔ بڑے بڑے عالموں سے کسی علم کی تعریف دریافت کرتے۔ وہ جو کچھ بیان کرتے یہ اس میں کوئی نہ کوئی نقص نکال دیتے کیونکہ الفاظ تعریفوں کے یاد تھے۔ اس طرح ہر شخص پر اپنا رُعب بٹھانے کی کوشش کرتے۔ ایک دن سر دربار مجھ سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب! حکمت کس کو کہتے ہیں؟ مَیں نے کہا کہ شرک سے لے کر عام بداخلاقی تک سے بچنے کا نام حکمت ہے۔ وہ حیرت سے دریافت کرنے لگے کہ یہ تعریف حکمت کی کس نے لکھی ہے؟ مَیں نے دہلی کے ایک حکیم سے، جو حافظ بھی تھے، کہا کہ حکیم صاحب! ان کو سورۂ بنی اسرائیل کے چوتھے رکوع کا ترجمہ سنادو جس میں آتا ہے ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ۔ پھر تو وہ بہت ہی حیرت زدہ ہوئے۔

☆ کچھ آریہ آپؓ سے ملنے کے لئے آئے جن میں سے ایک پلیڈر تھا اور اس نے دعویٰ کیا تھا کہ مولوی صاحب کو مَیں چند منٹ میں تناسخ کے مسئلہ پر گفتگو کر کے ہرا دوں گا۔ جب وہ لوگ بیٹھ گئے تو اُن میں سے ایک نے کہا کہ مولوی صاحب! یہ پلیڈر صاحب آپ سے تناسخ کے متعلق گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنی جیب سے دو روپے نکالے اور پلیڈر کے سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ جناب! پہلے ان دونوں روپوں میں سے ایک روپیہ اٹھالیں، بعد ازاں میں آپ سے بات کروں گا۔ پلیڈر صاحب نے ان روپوں کو دیکھنا شروع کیا اور اسی حالتِ خاموشی میں آدھ گھنٹہ کے قریب گزر گیا۔ حاضرین نے کہا کہ آپ دونوں صاحب تو خاموشی کی زبان میں مباحثہ کررہے ہیں، ہم پاس یونہی بیٹھے ہیں، اگر کچھ بولیں تو ہمیں بھی فائدہ ہو۔

پلیڈر نے کہا کہ مَیں تو مشکل میں پھنس گیا۔ اگر ان روپوں میں سے ایک اٹھالوں تو یہ سوال کریں گے کہ تم نے دوسرے کو کیوں نہ اٹھایا؟ یا ایک کو دوسرے پر بلاوجہ ترجیح کیوں دی؟ اس اعتراض کے بعد تناسخ کی تائید میں میرا یہ اعتراض باطل ہوجائے گا کہ خدا نے ایک کو امیر اور ایک کو غریب کیوں بنایا۔ یہ مجھ سے پوچھیں گے کہ تم ایک روپیہ کو اٹھا سکتے ہو اور دوسرے کو چھوڑ سکتے ہو تو پھر خدا کیوں ایک کو بڑا اور دوسرے کو چھوٹا نہیں کرسکتا۔

☆ ایک سکھ نے حضورؓ کی خدمت میں عرض کی کہ گورو گرنتھ صاحب ایک ایسی کتاب ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس میں صرف توحید اور اخلاقی باتوں کا ذکر ہے۔ آپ کو چاہئے کہ آپ اس مذہب میں داخل ہوجائیں۔

آپؓ نے فرمایا: بیشک ہم تو ہر ایک راستی کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ اپنی ماں یا بہن سے شادی کریں، اس شادی کے جلسہ میں ہم بھی شامل ہو کر اسی جگہ پوہل لے لیں گے (یعنی سکھ بن جائیں گے)۔

وہ حیران ہوا کہ یہ کیا جواب ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ سچا اور عالمگیر مذہب وہ ہوسکتا ہے جو صرف اخلاق ہی کو بیان نہ کرے بلکہ تمام قواعد شریعت متعلق عقائد، اخلاق اور تمدّن بھی بیان کرے۔ جب گورو گرنتھ صاحب آپ کے نزدیک کامل کتاب ہے اور اس میں یہ نہیں لکھا کہ ماں بہن

کے ساتھ نکاح ناجائز ہے تو اس کی رُو سے تو جائز ہوا۔ سردار صاحب نے کہا کہ یہ بات اَور مذہب والوں سے لے لیں گے۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا: پھر ایسے مذہب کو قبول کرنا مناسب ہے جو دوسرے مذہب کا محتاج ہو۔

☆……☆……☆……☆

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

حضرت مصلح موعودؓ اپنے خودنوشت حالات زندگی میں فرماتے ہیں: مَیں ابھی نوجوان تھا قریباً بیس سال کی عمر تھی کہ میں تبدیلی آب و ہوا کے لئے ڈلہوزی گیا۔ وہاں ایک مشہور پادری آئے ہوئے تھے جن کا نام غالباً فرگوسن تھا۔ انہوں نے سینکڑوں عیسائی بنالئے تھے اور وہ پہاڑ پر بھی اپنے ٹریکٹ تقسیم کرتے اور عیسائیت کی تعلیم پھیلاتے رہتے تھے۔ کچھ غیرت مند مسلمان مولویوں کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اس فتنہ کا مقابلہ کریں مگر انہوں نے جواب دیا کہ ہم سے تو مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ آخر وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے آپ چلیں اور اُن سے بات کریں ہم لوگ بڑے شرمندہ ہیں۔ مَیں ابھی چھوٹی عمر کا ہی تھا۔ اور میری دینی تعلیم ایسی نہ تھی لیکن مَیں ان کے کہنے پر تیار ہوگیا اور ہم چند آدمی مل کر ان کی کوٹھی کی طرف چل پڑے وہاں جا کر مَیں نے اُن سے کہا کہ پادری صاحب! مَیں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت ہم میز پر بیٹھے ہوئے تھے اور میرے سامنے ایک پنسل پڑی ہوئی تھی۔ مَیں نے کہا فرمایئے اگر یہ پنسل اُٹھانے کی ضرورت ہو اور آپ اس وقت مجھے بھی آواز دیں کہ آؤ اور میری مدد کرو۔ اپنے ساتھیوں کو بھی آوازیں دینی شروع کریں۔ اپنے بیرے کو بھی بلائیں۔ اپنے باورچی کو بھی بلائیں۔ اپنے اردگرد کے ہمسائیوں کو بھی بلائیں اور جب سارا محلہ اکٹھا ہوجائے تو آپ اُن سے یہ کہیں کہ یہ پنسل میز پر سے اُٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دو تو وہ آپ کے متعلق کیا خیال کریں گے؟ کہنے لگا: پاگل سمجھیں گے۔ مَیں نے کہا: اب یہ بتایئے کہ باپ خدا میں اکیلے دنیا کو پیدا کرنے کی طاقت تھی یا نہیں؟ کہنے لگا: تھی۔ مَیں نے کہا: بیٹے خدا میں اکیلے دنیا کو پیدا کرنے کی طاقت تھی یا نہیں؟ کہنے لگا: تھی۔ مَیں نے کہا: رُوح القدس خدا میں اکیلے دنیا کو پیدا کرنے کی طاقت تھی یا نہیں؟ کہنے لگا: تھی۔ میں نے کہا: پھر یہ وہی پنسل والی بات ہوگئی کہ تینوں میں ایک جیسی طاقت ہے اور اس کام کے کرنے کے قابل ہیں۔ مگر تینوں بیٹھے وقت ضائع کررہے ہیں حالانکہ وہ اکیلے اکیلے بھی دنیا کو پیدا کرسکتے تھے۔ مَیں نے کہا آپ یہ بتائیں کیا دنیا میں کوئی کام ایسا ہے جو باپ خدا کرسکتا ہے۔ اور بیٹا خدا نہیں کرسکتا۔ یا بیٹا خدا کرسکتا ہے اور روح القدس خدا نہیں کرسکتا۔ یا رُوح القدس خدا کرسکتا ہے اور باپ خدا نہیں کرسکتا یا بیٹا خدا کرسکتا اور باپ خدا نہیں کرسکتا؟ کہنے لگا کوئی نہیں۔ میں نے کہا یہ تو بڑی مصیبت ہے کہ دو خدا کام تو کر سکتے ہیں مگر فارغ بیٹھے وقت ضائع کررہے ہیں اور اگر ایک کام کو تینوں مل کر کرتے ہیں حالانکہ ان تینوں میں سے ہر ایک اکیلا اکیلا بھی وہ کام کرسکتا ہے تو یہ جنون کی علامت ہے۔ اس پر وہ گھبرا کر کہنے لگا کہ عیسائیت کی اصل بنیاد کفارہ کے مسئلہ پر ہے تثلیث کا مسئلہ تو ایمان کے بعد سمجھ میں آتا ہے۔ مَیں نے کہا جب تک تثلیث سمجھ میں نہ آئے انسان ایمان نہیں لاسکتا۔ اور جب تک ایمان نہ لائے تثلیث سمجھ میں نہیں آسکتی۔ تو یہ تو دَور تسلسل ہوگیا جس کو تمام منطق ناممکن قرار دیتے ہیں اس پر وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے معاف کریں اور کفارہ پر بات کریں۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ انسانی فطرت بھی بعض چیزوں کو گناہ قرار دیتی ہے بغیر اس کے کہ شریعت انسان کی رہنمائی کرے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک چور آپؓ کے پاس علاج کے لئے آیا۔ آپؓ نے اُسے نصیحت کی کہ تم لوگوں کا مال لوٹ لیتے ہو تمہیں اس قسم کی حرام کمائی سے بچنا چاہئے۔ اس نصیحت کو سن کر وہ کہنے لگا: واہ مولوی صاحب! آپ نے بھی مولویوں والی ہی بات کی۔ بھلا ہمارے جیسا بھی کوئی حلال مال کماتا ہے۔ آپ تو تھوڑی دیر نبض پر ہاتھ رکھ کر فیس وصول کرلیتے ہیں اور ہم سردی کے موسم میں ٹھٹھرتے ہوئے اور اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے جاتے ہیں، پولیس کا ڈر ہوتا ہے، پکڑے جانے کا خوف ہوتا ہے مگر ہم تمام مصیبتوں کو برداشت کرنے کے بعد جاتے ہیں اور اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈال کر روپیہ لاتے ہیں۔ بھلا ہم سے زیادہ حلال کمائی اور کس کی ہوسکتی ہے؟

یہ سن کر آپؓ نے اُسے اَور باتوں میں لگا دیا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اس سے پوچھا کہ تم چوری کس طرح کرتے ہو؟ وہ کہنے لگا ہم سات آٹھ آدمی مل کر چوری کرتے ہیں ایک گھر کی ٹوہ لگانے والا ہوتا ہے جو بتاتا ہے کہ فلاں گھر میں اتنا مال ہے۔ ایک سیدھ لگانے کا مشاق ہوتا ہے۔ ایک باہر کھڑا پہرہ دیتا رہتا ہے دو آدمی گلی کے سروں پر کھڑے رہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ادھر آئے تو وہ فوراً بتادیں۔ ایک آدمی اندر جانے والا ہوتا ہے اور ایک آدمی اچھا لباس پہن کر دُور کھڑا ہوتا ہے جس کے پاس تمام مال ہم جمع کرتے جاتے ہیں تا کہ اگر کوئی دیکھ بھی لے تو شبہ نہ کرے، بلکہ سمجھے کہ یہ کوئی شریف آدمی ہے جو اپنا مال لئے کھڑا ہے۔ باقیوں نے اپنے جسم پر تیل ملا ہوا ہوتا ہے اور وہ لنگوٹ باندھ کر اپنی اپنی ڈیوٹی ادا کررہے ہوتے ہیں۔ پھر ایک سُنار ہوتا ہے جس کو ہم تمام زیورات دے دیتے ہیں وہ سونا گلا کر ہمیں دے دیتا ہے اور ہم سب آپس میں ملکر تقسیم کرلیتے ہیں جب وہ یہاں تک پہنچا تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مَیں نے کہا اگر وہ سُنار سارا مال لے جائے اور تمہیں کچھ نہ دے تو پھر تم کیا کرو؟ اس پر وہ بے اختیار کہنے لگا کیا وہ اتنا بے ایمان ہوجائے گا کہ دوسروں کا مال کھا جائے؟ آپؓ نے کہا معلوم ہوتا ہے تمہاری نگاہ میں بھی ایمان اور بے ایمانی میں کچھ فرق ضرور ہے۔ اور تمہاری فطرت سمجھتی ہے کہ فلاں فعل بے ایمانی ہے اور فلاں فعل نیکی ہے۔

☆ مجھے یاد ہے مَیں چھوٹا تھا سترہ اٹھارہ سال میری عمر ہوگی کہ مَیں لاہور گیا۔ اور مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں کسی پادری سے گفتگو کروں۔ لاہور کا سب سے بڑا پادری جو بعد میں مشنری کالج سہارنپور کا پرنسپل مقرر ہوگیا تھا۔ مَیں اس سے ملنے چلا گیا اور اُس سے سوال کیا کہ پہلے لوگ کس طرح نجات پاتے تھے؟ وہ کہنے لگا وہ بھی مسیح پر ایمان رکھتے تھے اور اس ایمان کی وجہ سے ہی انہوں نے نجات پائی۔ مَیں نے کہا اگر مَیں کہہ دوں کہ مجھ پر ایمان لا کر انہوں نے نجات پائی ہے تو پھر اس کا کیا حل ہوگا؟ وہ کہنے لگا پیشگوئی بھی تو ہونی چاہئے۔ مَیں نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ پھر میرے پوچھنے پر اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشگوئی پیش کی۔ میں نے کہا آپ ابراہیم علیہ السلام کی ساری پیشگوئیاں نکال لیں اگر ان میں ایک طرف یہ ذکر آتا ہے کہ میں اسحاقؑ کی اولاد کو یوں برکت دوں گا تو ساتھ ہی اسماعیلؑ کی اولاد کا بھی ذکر ہے۔ اگر آپ کا یہ حق ہے کہ آپ اس پیشگوئی کو مسیح پر چسپاں کریں تو ہمیں کیوں یہ حق حاصل نہیں کہ ہم اس پیشگوئی کو محمد رسول اللہ ﷺ پر چسپاں کرلیں؟

پھر میں نے کہا کہ کفارہ کی بنیاد اس بات پر ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا تھا اگر وہ ابراہیمؑ کا بیٹا تھا تو کفارہ نہیں ہوسکتا۔ اس سوال پر اس نے بڑے چکر کھائے۔ آخر گھنٹہ بھر کی بحث کے بعد وہ ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا مجھے معاف فرمائیں، یونانی میں ایک مثل ہے کہ ہر بیوقوف سوال کرسکتا ہے مگر جواب دینے کے لئے عقلمند انسان چاہئے۔ گویا اس نے مجھے بیوقوف بنایا اور اپنے متعلق کہا کہ میں اتنا عقلمند نہیں کہ ہر بیوقوف کا جواب دے سکوں۔ میرا ابھی اس وقت جوانی کا زمانہ تھا۔ مَیں نے کہا مجھے بڑا افسوس ہے مَیں آپ کو عقلمند سمجھ کر ہی آیا تھا۔

اس پادری کا نام غالباً باؤ ڈھا تھا۔مَیں نے اس سے کہا۔ پادری صاحب! آپ یہ بتائیں کہ ٹھنڈے پانی اور گرم پانی کو اگر آپس میں ملائیں تو کیا ہوگا۔ وہ کہنے لگا کچھ گرم پانی کی گرمی کم ہو جائے گی اور کچھ سرد پانی کی سردی کم ہو کر ایک درمیانی سی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔مَیں نے کہا اب یہ بتایئے شیطان پہلے آدم کے پاس گیا تھا یا حوّا کے پاس؟ کہنے لگا حوّا کے پاس۔مَیں نے کہا شیطان کا مقصود کیا تھا۔کیا حوّا کو بگاڑنا مقصود تھا یا آدمؑ کو بگاڑنا مقصود تھا؟ کہنے لگا شیطان کا مقصود تو آدم کو بگاڑنا تھا۔مَیں نے کہا جب آدم مقصود تھا تو وہ براہِ راست آدم کے پاس کیوں نہیں گیا۔ راستے میں چکر کاٹنے کی اُسے کیا ضرورت تھی۔اس نے کہا وہ براہ راست آدم کے پاس اس لئے نہیں گیا کہ اُس نے سمجھا حوّا کمزور ہے اور مَیں آسانی سے ورغلا لوں گا اس کے بعد آدم کو یہ حوا خود بخود ورغلا لے گی۔میری ضرورت نہیں رہے گی۔مَیں نے کہا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حوّا آدم سے کمزور تھی۔کہنے لگا ہاں۔مَیں نے کہا جب حوّا آدم سے کمزور تھی اور گناہ کا ارتکاب پہلے اُسی نے کیا اور اُسی نے آدم کو ورغلایا تو وہ وجود جو صرف حوّا سے پیدا ہوا وہ بے گناہ کس طرح ہو گیا؟ مَیں نے کہا آپ گرم اور ٹھنڈے پانی کی مثال کو مدّنظر رکھتے ہوئے یوں سمجھ لیں کہ آدم کی مثال ٹھنڈے پانی کی سی تھی اور حوا کی مثال گرم پانی کی سی تھی۔ان دونوں کے ملنے سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ لازماً اتنی گنہگار نہیں ہو سکتی جتنی وہ اولاد گنہگار ہو سکتی ہے جو صرف حوّا سے پیدا ہوئی۔ پس مسیح جو حوّا سے پیدا ہوا وہ دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ گنہگار تھا۔کہنے لگا۔کیا مٹی میں سے سونا نہیں نکلتا؟ میں نے کہا ہمارا اور آپ کا سارا جھگڑا ہی یہی ہے اگر مٹی میں سے سونا نکل سکتا ہے تو پھر آدمؑ کو آپ بے شک گنہگار کہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی مانیں کہ اس کی اولاد نیک ہو سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ گنہگار ہی ہو۔اب جو میں نے اس طرح پکڑا تو کہنے لگے مٹی میں سے سونا نہیں نکلتا، سونے میں سے سونا نکلتا ہے۔آدم چونکہ گنہگار تھا اس لئے اس کی اولاد بھی ضرور گنہگار ہوگی وہ نیک نہیں ہو سکتی۔کیونکہ سونے میں سے سونا نکلتا ہے مَیں نے کہا تو پھر حوا کا بیٹا دوسروں سے زیادہ گنہگار ماننا پڑے گا۔کیونکہ حوا آدم سے زیادہ گنہگار تھی۔اس نے نہ صرف خود درخت کا پھل کھایا بلکہ آدم کو بھی کھلایا اور اس طرح وہ دوہری گنہگار بنی۔اس پر وہ پھر جھنجلا کر کہنے لگا۔ مٹی کی کان میں سے سونا نہیں نکلتا۔کان مٹی کی ہوتی ہے مگر اندر سے سونا نکل آتا ہے میں نے کہا تو پھر آدمؑ کے متعلق بھی یہی نظریہ تسلیم کرلیں کہ گو وہ گنہگار تھا۔مگر اس کی اولاد میں سے ایسے لوگ بھی پیدا ہو سکتے ہیں جو نیک ہوں اور ہر قسم کے عیوب سے پاک ہوں۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ سید احمد نور صاحب نبوت کا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ ایک دوست کہنے لگے کہ اُن کی ایک دلیل کو مَیں ردّ نہیں کرسکا اور وہ یہ کہ انہوں نے کہا تم لوگ مجھے پاگل کہتے ہو حالانکہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جتنے نبی آئے سب کو لوگ پاگل کہا کرتے تھے پس تمہارا مجھے پاگل کہنا میری صداقت کی دلیل ہے۔مَیں نے کہا کہ نبی کو اس کے دعویٰ کے بعد محض اُس کے دعویٰ کی وجہ سے لوگ پاگل کہتے ہیں لیکن سید احمد نور صاحب نے تو ابھی دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ ہم اُن کو رسیوں سے باندھا کرتے تھے۔پس ایک پاگل کا اپنے آپ کو نبی کہنا اور چیز ہے اور نبی کو لوگوں کا پاگل کہنا بالکل اور چیز ہے۔

☆ حضورؓ فرماتے ہیں کہ میاں نظام الدین صاحب ابھی بیعت میں شامل نہیں تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر مَیں قرآن کریم کی سو آیتیں ایسی نکلوا کر لے آؤں جن سے حیات مسیح ثابت ہوتی ہو تو کیا آپ مان جائیں گے کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔آپؑ نے فرمایا: آپ ایک آیت ہی پیش کردیں تو مَیں ماننے کے لئے تیار ہوں۔انہوں نے کہا کہ میں دس آیتیں تو ضرور لا کر آپ کو دکھاؤں گا۔اور یہ کہہ کر خوش خوش مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے پاس گئے اور کہا کہ مَیں مرزا صاحب کو منوا کر آیا ہوں کہ اگر میں قرآن سے دس آیتیں ایسی نکلوا کر لے آؤں جن سے حیات مسیح ثابت ہوتی ہو تو وہ اپنے عقیدہ کو ترک کر دیں گے آپ مہربانی فرما کر مجھے جلدی سے ایسی دس آیتیں قرآن سے لکھ دیں تا کہ میں مرزا صاحب کے سامنے پیش کروں۔مولوی صاحب کے تو یہ بات سنتے ہی حواس اڑ گئے اور جوش میں کہنے لگے تجھے کس پاگل اور جاہل نے کہا تھا کہ تُو اس معاملہ میں دخل دیتا۔میں دو مہینے بحث کر کر کے مولوی نورالدین کو حدیث کی طرف لایا تھا تُو پھر اس مسئلہ کو قرآن کی طرف لے گیا ہے۔یہ اتنا گندہ فقرہ تھا کہ میاں نظام الدین صاحب جو اپنے دل میں اسلام سے محبت رکھتے تھے اسے برداشت نہ کر سکے۔تھوڑی دیر تک حیرت سے ان کا منہ دیکھتے رہے اور پھر کہنے لگے: اگر یہی بات ہے تو پھر جدھر قرآن ہے اُدھر ہی مَیں ہوں۔چنانچہ وہ وہاں سے واپس آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہو گئے۔

☆......☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ آپؒ کے ساتھ بچپن سے اللہ تعالیٰ کا سلوک امتیازی تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دریا پر کچھ دوست میرے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔کہ میرے لڑکے ناصر احمد نے اپنے بچپن کے لحاظ سے کہا کہ اگر اس وقت ہمارے پاس مچھلی بھی ہوتی تو بڑا مزہ آتا۔مَیں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ پانیوں میں خواجہ خضر کی حکومت ہے۔اگر خواجہ خضر کوئی مچھلی ہماری طرف پھینک دیں تو تمہاری یہ خواہش پوری ہوسکتی ہے۔جب مَیں نے یہ فقرہ کہا تو بھائی عبدالرحیم صاحب جھنجلا کر کہنے لگے کہ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں، اس سے بچے کی عقل ماری جائے گی۔میں نے کہا ہمارے خدا میں تو سب طاقتیں ہیں وہ چاہے تو ابھی مچھلی بھجوا دے۔مَیں نے یہ فقرہ ابھی ختم ہی کیا تھا کہ یکدم پانی کی ایک لہر اٹھی اور ایک بڑی سی مچھلی کود کر ہماری کشتی میں آ گری۔مَیں نے کہا۔دیکھ لیجئے خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت نمائی کر دی۔خواجہ خضر بیشک وفات پا چکے ہیں مگر ہمارا خدا جو ہمارا خالق اور مالک ہے اور سمیع الدعا ہے وہ تو زندہ ہے اور وہ ہمارے جذبات کو جانتا ہے اس نے اس خواہش کو دیکھا اور میری بات کو پورا کر دیا۔

☆ آپؒ کی صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ بیان کرتی ہیں: 1953ء کے فسادات میں ایک دن فجر کی نماز کے وقت فوج رتن باغ لاہور (جہاں ہمارا قیام تھا) پہنچ گئی۔فرمانے لگے: اُن سے کہو انتظار کریں، مَیں نماز پڑھ کر آیا۔امی اُن دنوں بیمار تھیں اور ہسپتال میں داخل تھیں۔فوج کے آنے کی خبر بالکل پُرسکون انداز میں اس طرح سنی جیسے پہلے ہی جانتے تھے۔خیر فوج نے تلاشی وغیرہ لی صرف ایک چھوٹا سا پرانا تاریخی خنجر اسے ملا جو کہ امی کو جہیز میں ملا تھا اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے آباؤاجداد کے وقت کا چلا آرہا تھا۔ اس پر ابا کو لے گئے۔بہت کڑا وقت تھا۔ہم بچے ایک لائن میں کھڑے تھے۔آنکھوں سے آنسو، دل کی عجیب حالت۔ ہمارے پاس آئے۔سب کو ملے۔پھر میرے چہرے پر تھپکی دے کر بولے: 'مسکراؤ مسکراؤ'۔وہ پہلا سبق تھا جو مشکل وقت میں مسکرانے کا ابا نے دیا۔آپؒ بھی مسکرا رہے تھے اور ہمیں بھی مسکرانے کا کہہ رہے تھے'۔

بعد ازاں حضورؒ نے ایک مجلس عرفان میں اپنی گرفتاری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اُس وقت صاحبزادہ مرزا لقمان احمد پیدا ہونے والے تھے اور آپ اپنی بیگم سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کو ہسپتال داخل کروا کر آئے۔تہجد کی نماز پڑھ کر تکیے پر

سر رکھا ہی تھا کہ الہاماً بتایا گیا کہ گرفتاری ہونے والی ہے اور اس سے چند ہی لمحوں کے بعد ملٹری آگئی اور اس نے تلاشی لینا چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ جب وہ آپ کی شیروانی کی جیبوں میں ہاتھ ڈالنے لگے جو الماری میں کھونٹی کے ساتھ لٹک رہی تھی تو اس کی ایک جیب میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا ایک خط تھا جس میں اگرچہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس سے کوئی خطرہ لاحق ہوتا لیکن آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ تلاشی لینے والا افسر وہ خط پڑھے۔ جب تلاشی لینے والے افسر نے ایک جیب کی تلاشی لی اور اپنا ہاتھ دوسری جیب میں ڈالنا چاہا جس کے اندر خط تھا تو شیروانی جیسے گھوم گئی اور اس کا ہاتھ پھر پہلی جیب میں چلا گیا اور اس طرح دو تین مرتبہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی حکمت سے وہ خط اُن کے ہاتھ نہ لگا۔

جلسہ سالانہ 1969ء کے ایک خطاب میں حضورؒ نے فرمایا کہ: ''جب ایک موقع پر ظالمانہ طور پر ہمیں بھی قید میں بھیج دیا گیا۔ گرمیوں کے دن تھے اور مجھے پہلی رات اس تنگ کوٹھڑی میں رکھا گیا جس میں ہوا کا کوئی گزر نہیں تھا اور اس قسم کی کوٹھڑیوں میں ان لوگوں کو رکھا جاتا ہے جنہیں اگلے دن پھانسی پر لٹکایا جانا ہو۔ زمین پر سوتا تھا۔ اوڑھنے کے لئے ایک بوسیدہ کمبل تھا اور سرہانے رکھنے کے لئے اپنی اچکن تھی۔ بڑی تکلیف تھی۔ میں نے اس وقت دعا کی...... میری آنکھیں بند تھیں۔ مَیں بلا مبالغہ آپ کو بتاتا ہوں کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے نزدیک ایک ائیر کنڈیشنر لگا ہوا ہے اور اس سے ایک نہایت ٹھنڈی ہوا نکل کر پڑنی شروع ہوئی اور میں سو گیا۔ غرض ہر دکھ کے وقت، ہر مصیبت کے وقت میں جب عظیم منصوبے بنائے گئے، ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کا پیار آسمان سے آیا اور اس نے ہمیں اپنے احاطہ میں لے لیا اور ہمیں تکلیفوں اور دکھوں سے بچایا اور ایسی لذت اور سرور کے سامان پیدا کئے کہ دنیا اس سے ناواقف ہی نہیں اس کی اہل بھی نہیں ہے''۔

☆ 1953ء کے مارشل لاء کے دوران لاہور سے جن احمدیوں کو گرفتار کیا گیا ان میں مکرم محمد بشیر صاحب زیروی بھی تھے وہ لکھتے ہیں: جب ہمیں ایک ٹرک پر بٹھا کر جیل کی طرف لے گئے۔ تو حضرت میاں ناصر احمد صاحب نے ٹرک میں بیٹھتے ہی بلند آواز میں لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کا ورد شروع کر دیا جس سے دلوں میں سکینت واطمینان کی لہر دوڑنا شروع ہوگئی۔

حضرت میاں شریف احمد صاحب ہم سب میں بڑے تھے اور صحت کے لحاظ سے بھی کمزور مگر حوصلہ کے اعتبار سے ازحد مضبوط و مستحکم۔ ہمیں اپنے مخصوص انداز میں ہر آنے والے وقت کے لئے تیار کرتے رہتے۔ جب ہم میں سے ایک نوجوان نے اپنے بیان میں کسی قدر جھوٹ ملایا تو حضرت میاں صاحبؒ بیتاب ہو کر بار بار فرماتے کہ ''اب یہ سزا سے نہیں بچ سکتا۔ اس نے اپنا ثواب بھی ضائع کر لیا'' اور پھر ہمیں فرماتے: ''بیٹا! ہم خدا کی خاطر یہاں آئے ہیں۔ یہ ہمارے ایمانوں کی آزمائش ہے۔ اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اترے تو (ہم) جیسا بدنصیب کوئی نہ ہوگا اور اگر اس آزمائش میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں گے۔ اگر ہم نے جھوٹ بولا تو اُس کی نصرت سے محروم ہو جائیں گے۔ خواہ کتنی بڑی سزا مل جائے مگر سچ کا دامن کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑنا''۔

جیل میں پہلی رات نہایت ہی کرب میں گزری۔ صبح ہوئی، ہمیں ان کوٹھڑیوں سے باہر نکالا گیا۔ ہم ضروری حاجات سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہوئے اور باہر اپنے کمبل بچھا کر بیٹھ گئے۔ حضرت میاں ناصر احمد صاحبؒ نے میری اداسی دیکھ کر فرمایا: سورۃ ملک یاد ہے؟ چنانچہ اس عاجز نے سورۃ ملک سنائی۔ پھر فرمایا: کوئی خواب آئی ہے؟ مَیں نے گزشتہ رات دیکھی ہوئی اپنی خواب عرض کی تو آپؒ نے فرمایا کہ آپ تو Interrogation میں ہی رہا ہو جائیں گے مگر اس سے آگے آپ خاموش ہو گئے۔ اتنے میں ناشتے کا وقت ہو گیا۔ ناشتہ اُبلے ہوئے چنوں کا تھا۔ میں نے ان چنوں کی طرف کچھ ترچھی سی نگاہوں سے دیکھا تو آپؒ میرے چہرے کے تأثرات ہی سے میرے دل کی کیفیت بھانپ گئے اور اُن کو چادر پر ہاتھ سے بکھیرنے کے بعد انہیں خود مزے مزے لے لے کر کھانا شروع کر دیا اور ساتھ فرماتے بھی جاتے: ''یہ تو بے حد لذیذ ہیں''۔ غالباً اسی دن دوپہر سے آپؒ کے گھر سے کھانا شروع ہو گیا جو اس قدر ہوتا تھا کہ ہم سب سیر ہو کر کھا لیتے تو پھر بھی بچ جاتا تھا۔ میری دلجوئی کی خاطر آپؒ سارا کھانا میرے سپرد فرما دیتے اور فرماتے ''اسے تقسیم کریں''۔ اور خود میرے گھر سے آیا ہوا کھانا لے بیٹھتے کہ میں تو یہ کھاؤں گا۔ جو نہایت ہی سادہ ہوتا تھا۔ میرے اصرار کے باوجود میرا وہ سادہ سا کھانا حضور خود تناول فرماتے اور رتن باغ سے آیا ہوا کھانا ہم کھاتے۔ حضورؒ اور حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحبؓ جب تک ہمارے پاس رہے ایک لمحہ کے لئے بھی ہمیں اداس اور غمگین نہیں ہونے دیا اور ہمیں واقعات سنا سنا کر ہمارے حوصلے بلند فرماتے رہے گویا جیل میں بھی ہر روز مجلس علم و عرفان جمی رہیں۔

ایک دن مجھے پریشان دیکھ کر نہایت ہی بے تکلفی سے فرمانے لگے: تمہیں پانچ سال قید ہوگی۔ عرض کیا: میرے حق میں اس پاکیزہ منہ سے تو کلمہ خیر ارشاد فرمائیں۔ فرمانے لگے: ''میرا مطلب ہے Think of the worst۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی دن خواب میں ظاہر فرما دیا تھا۔ عین اسی کے مطابق یہ عاجز تو انٹیروگیشن (Interrogation) ہی میں رہائی پا گیا اور حضرت میاں صاحبان چند ماہ بعد رہا ہو گئے''۔

☆ مکرم چوہدری محمد علی صاحب لکھتے ہیں: جب ربوہ کالج کے حضورؒ پرنسپل تھے اور کالج ہال کا لنٹل ڈالنے کے لئے کثیر مقدار میں سیمنٹ اور مصالحہ بھگو کر تیار کیا جا چکا تھا تو سیاہ بادل گھر کر چھا گیا۔ حضورؒ نے ہاتھ اٹھا کر بادل کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ غریب جماعت کی خرچ کی ہوئی رقم ہے۔ اگر تو برسا تو یہ رقم ضائع ہو جائے گی۔ جا یہاں سے چلا جا۔ دراصل آپ کی اللہ کے حضور یہ ایک رنگ میں فریاد تھی جو قبول ہوئی اور جس طرح ابر آیا تھا اُسی طرح چلا گیا۔

☆ آپؒ نے ایک بار بیان فرمایا کہ اگرچہ آپ بطور پرنسپل تو اپنی ذمہ داریاں پوری طرح ادا کر لیتے تھے لیکن غیر معمولی جماعتی مصروفیات کی وجہ سے اپنی کلاس کو پورا وقت نہ دے سکتے تھے اور اس طرح پورا سلیبس ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ آپؒ نے فرمایا کہ دعا کے نتیجے میں اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپؒ کو رؤیا میں اس سال کا یونیورسٹی کا پرچہ نظر آ جاتا اور آپؒ کلاس کو بتائے بغیر ان سوالات پر مشتمل جامع نوٹس تیار کر کے چند لیکچروں میں اس مضمون کے متعلقہ حصے پڑھا لیتے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپ کے مضمون میں کلاس کا نتیجہ ہمیشہ باقی مضامین سے بہتر ہوتا۔

☆ 1944ء میں جو جلسہ مصلح موعود دہلی میں منعقد ہوا اُس جلسہ پر قریباً چالیس ہزار مخالفین نے حملہ کر دیا۔ آپؒ بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ حفاظت کی ڈیوٹی پر متعین تھے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ مَیں 70 رضا کار لے کر حفاظت پر مامور تھا۔ ہم سے غفلت یہ ہوئی کہ عورتیں جلسہ میں شامل ہوئی تھیں اور ڈبل قنات لگائی ہوئی تھی۔ اچانک میری نظر پڑی تو میں نے دیکھا کہ وہاں ہمارا کوئی رضا کار نہیں اور ایک پہلوان تین چار من کا بڑا مضبوط، سیدھا عورتوں پر حملہ کرنے کے لئے دوڑا چلا جا رہا ہے۔ بڑی استغفار کی کہ غفلت ہو گئی۔ وہاں وہ قنات کے پاس گیا اور جھکا اور قنات کے بانس کو اکھاڑا اور ہمیں دُور سے یہ نظر آیا کہ کسی نے اندر سے اس کے سر پر سوٹی ماری ہے اور وہ واپس بھاگا۔ مَیں حیران تھا۔

(باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم



مجلس انصار اللہ برطانیہ

تبلیغ نیوز لیٹر

ماہ نومبر و دسمبر
2014

دعوتِ اِلیٰ اللہ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دعوتِ اِلیٰ اللہ کے متعلق فرمایا ہے کہ '' وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ '' کہ داعی الیٰ اللہ سے احسن قول کس کا ہو سکتا ہے اور پھر اپنے سب سے پیارے اور سب پیغام رسانوں سے زیادہ امانت دار کو مخاطب کر کے فرمایا '' وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَہٗ '' کہ اگر تو نے تبلیغ نہ کی تو تو نے اپنی رسالت کا یا میری پیغام رسانی کا حق ہی ادا نہیں کیا۔ یہ ایک محاورہ کلام ہے کہ جو میرا سب سے قریبی ہے جس سے بڑھ کر تمہیں کوئی وجود نظر نہیں آسکتا وہ بھی اگر رعایت کا مستحق نہیں تو تم جو ادنیٰ ہو کیسے رعایت کے مستحق ہو۔ دراصل یہ تنبیہ آنحضرت ﷺ کو ہی نہیں بلکہ ساری امت کو کی جا رہی ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے '' ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ '' کہ خدا وہ ہے جس نے اس رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے ۔ مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ پیشگوئی امام مہدی اور مسیح موعودؑ کے ذریعہ پوری ہو گی اور اللہ تعالیٰ نے اس موعود وجود کو بھیجا جو آنحضرت ﷺ کا بروز کامل بن کر آیا جس کے ذریعہ یہ اشاعت دین مقدر تھی۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔ **''یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے''**

اپنے مشن کی تکمیل پر آپ کو جو ایمان ، یقین ، توکل اور معرفت تھی اس کا کچھ اندازہ آپ کے ان الفاظ سے کیا جا سکتا ہے فرماتے ہیں : ''میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں ۔ کیونکہ میری زبان کی تائید میں اور ایک زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں یہ تڑپ بڑی شدت سے پائی جاتی تھی۔ آپ فرماتے ہیں: **''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں۔ اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔** (ملفوظات۔ جلد سوم صفحہ 92)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعہ سے ہی حاصل ہو سکیں گے ، دعا میں بڑی قوتیں ہیں ۔ خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ ہو گا ۔ جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے ''۔

www.lifeofmuhammad.org.uk

مجالس کی کارکردگی کا مختصر جائزہ برائے سال 2014

برطانیہ بھر کی مجالس نے سال 2014 میں بڑی محنت اور جانفشانی سے تبلیغی کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھ کر کام کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزائے خیر عطا کرے۔ آمین

چند سطروں پر محیط ذیل میں پیش گئے جائزہ میں ایک مختصر ساخاکہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ ہم سب نہ صرف یہ کہ ثبات قدم کے ساتھ اپنے کام کو جاری رکھیں بلکہ اسے مزید بہتر بنانے کی کوشش اور دعا میں کمی نہ آنے دیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

- 13 ریجنز کی تمام 108 مجالس نے تبلیغی کاموں میں حصہ لیا۔ (اگر چہ کچھ مجالس اپنا ماہانہ ٹارگٹ حاصل نہ کر سکیں۔ لیکن اکثر مجالس نے بھرپور جوش و جذبہ سے تبلیغی کاموں میں حصہ لیا۔)
- Village Visits کے لئے 108 مجالس نے اپنے متعلقہ تبلیغی گاؤں میں 894 وزٹ کئے۔
- 2607 Tabligh Stalls تبلیغی اسٹالز دیہاتوں اور شہروں میں لگائے گئے۔
- People visited stalls تبلیغی اسٹالوں پر 126,541 غیر از جماعت لوگوں نے وزٹ کر کے اسلام احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کیں۔
- Q&A/Qur'an Exhibition دیہاتوں اور شہروں میں مجالس سوال و جواب اور قرآنِ کریم کی نمائشیں منعقد کرنے کی تعداد مجموعی طور پر 180 رہی۔ جس میں 10,193 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔
- 767,845 Leaflets کی تعداد میں مختلف جماعتی لٹریچر اور لیف لیٹس دیہاتوں اور شہروں میں اسٹالوں اور گھروں میں تقسیم کئے گئے۔ (اس تعداد میں تقریباً 325,000 چیریٹی واک لیف لیٹس اور تقریباً تین لاکھ Season's Greeting Cards اور ویمبلڈن ٹینس ٹورنامنٹ کے موقع پر 25,000 پوسٹ کارڈز کی تعداد بھی شامل ہے)
- Website تبلیغی حوالے سے بنائی جانے والی ویب سائٹ www.ukmuslimsforpeace.org کے ذریعہ بھی تقریباً 5000 سے زائد غیر از جماعت لوگوں نے وزٹ کر کے اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیمات کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ اسی طرح ویب سائٹ سے بھی لوگوں نے کتب download کیں۔ سال کے آخری چھ مہینوں میں انٹرنیٹ اشتہار کے ذریعہ اس کتاب کو مشتہر کیا گیا تھا۔ اب نئی ویب سائٹ www.lifeofmuhammad.org.uk شروع کی گئی ہے۔
- Books Distributions دوران سال دونوں کتب لائف آف محمد ﷺ اور پاتھ وے ٹو پیس 80,000 اسی ہزار پرنٹ کراوئی گئیں تھی۔ جن میں سے 35,000 سے زائد کتب لائف آف محمد ﷺ اور 25,000 سے زائد کتب پاتھ وے ٹو پیس تقسیم ہو چکی ہیں۔ (تبلیغی اسٹالوں، مجالسِ سوال و جواب، قرآن کریم کی نمائشوں میں شامل ہونے والے مہمانوں، میئرز اور کونسلرز کو کتب تحفۃً دی گئیں۔)
- ان تبلیغی پروگراموں میں انصار کی تعداد کو بڑھانے کے لئے کچھ ریجنز میں سال میں کئی بار تبلیغ ڈے منائے گئے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام تبلیغی کاموں میں مجموعی طور پر 9,305 مرتبہ انصار نے حصہ لیا۔
- دورانِ سال انصار کے ذریعہ 18 بیعتیں حاصل ہوئیں۔

تبلیغی مساعی

مجلس انصار اللہ یو کے کے تحت تمام ریجنز میں ہونے والے تبلیغی پروگراموں میں، جن میں شہروں اور گاؤں میں تبلیغی اسٹالز اور لٹریچر کی تقسیم کے علاوہ سیزن

گریٹنگز کارڈز بھی تقسیم کئے گئے۔ مجالسِ سوال و جواب اور قرآنِ کریم کی نمائش منعقد کی گئیں۔

- ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار کو خطاب کرتے ہوئے سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے 2009 کے موقع پر فرمایا کہ:" انصار اللہ کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ وہ اس انعام سے حقیقی رنگ میں تبھی فیض اٹھائیں گے جب وہ ہر وقت اپنے ذہن میں یہ رکھیں گے کہ بحیثیت انصار اللہ ہم اس جسم کا اہم عضو ہیں اور جسم کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ہر عضو سلامت ہو اور ہم نے اپنا نام اللہ تعالیٰ کا مددگار رکھ کر اپنے آپ کو جماعت کا وہ اہم حصہ بنالیا ہے جس کے عملی نمونے اور پاک تبدیلیاں دوسری تنظیموں اور افرادِ جماعت سے بہت بڑھ کر ہونی چاہئیں۔ ہماری مالی قربانیوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ ہماری تبلیغی سرگرمیوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ ہماری عبادتوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ جب یہ باتیں ہوں گی تو ہم حقیقی انصار اللہ کہلائیں گے۔"

" انصار اللہ کی ایک خاصی تعداد ایسی ہے جو فارغ ہے تو بجائے گھر میں بیٹھنے کے، گھر والوں کو پریشان کرنے کے مجلس انصار اللہ کو باقاعدہ ایسی سکیم بنانی چاہئے جس کے تحت انصار اللہ کے جو ممبران ہیں اُن کو تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے اور وہ انصار جو فارغ ہیں خود بھی اپنے آپ کو اس کے لئے پیش کریں اور تبلیغ کے میدان میں مدد کریں۔"

اللہ تعالیٰ کے فضل سے صرف دسمبر 2014 کے مہینے میں 1130 سے زائد انصار نے باوجود سرد موسم کے تبلیغی کاموں میں حصہ لیا۔ 100 سے زائد وزٹ کر کے متعلقہ گاؤں میں جاکر تبلیغی سرگرمیوں میں شامل ہوئے۔ 230 تبلیغی اسٹالز کا انعقاد کیا گیا۔ سیزن گریٹنگز کارڈز شہروں اور دیہاتوں میں تقسیم کئے۔ خصوصاً پڑوسیوں کو کارڈز کے ساتھ چاکلیٹ وغیرہ بھی پیش کئے گئے۔ جس کے بہت مثبت نتائج ظاہر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام حصہ لینے والوں کو دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ اور ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین

(خاکسار شکیل احمد بٹ۔ قائد تبلیغ مجلس انصار اللہ برطانیہ)

اردو زبان میں جماعت احمدیہ پر کئے گئے ہر قسم کے اعتراضات کے جوابات دیکھنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

http://www.askahmadiyyat.org



ذات باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہمارا عقیدہ کیا ہے؟



شانِ خاتم الانبیاء ﷺ

حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس کے بارہ میں ہمارا عقیدہ کیا ہے۔



حضرت مسیح موعودؑ کی ذات پر اعتراضات

حضرت مسیح موعودؑ کی ذات پر ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات



نظام جماعت پر اعتراضات

جماعت احمدیہ کے نظام پر ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات